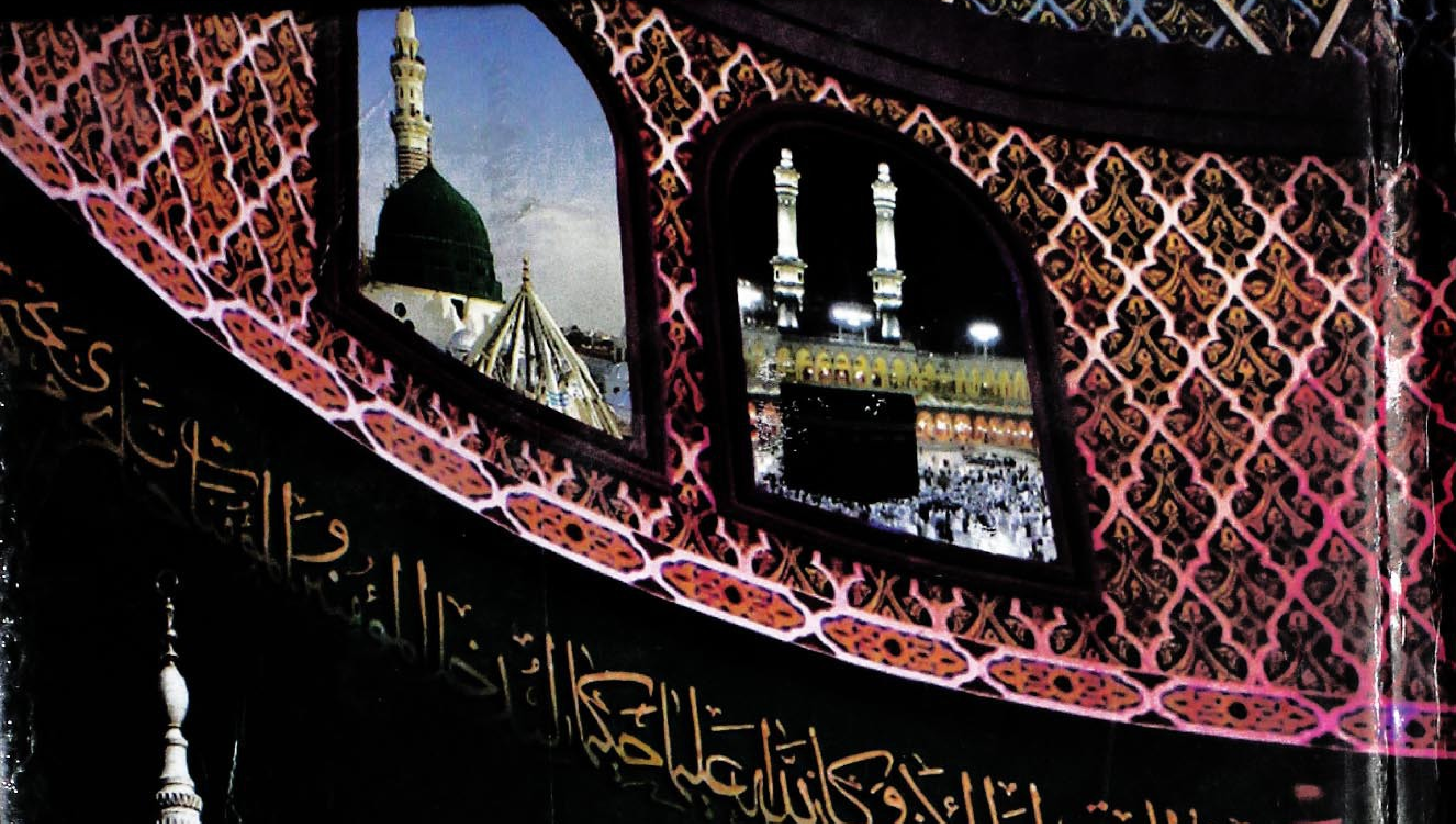

مختصر سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیدائش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

مہوش شریف

ناشر:

نالج ڈیپارٹمنٹ

790 کلیم شہید روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد

0300-0321-7211978

Marfat.com

Marfat.com

پیدائش جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مختصر سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آ گئی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری
اپنے گھر کو دِیوں سے سجا لو
دے رہے ہیں فرشتے سلامی
تم درودوں کی مالا بنا لو

DATA ENTERED

مصنف:
مہوش شریف

ناشر: نالج ڈیپارٹمنٹ 790 کلیم شہید روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد
0300.321.72-11-978

Marfat.com

استدعا: اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے انسانی طاقت و بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً غلطی رہ گئی ہو یا صفحات درست نہ ہوں تو براہ کرم مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں درستگی کی جا سکے۔ جزاك الله خیراً كثيراً۔ ناشر

کل الحقوق محفوظۃ

نام کتاب: مختصر سیرت مصطفیٰ ﷺ	مصنف: مہوش شریف	صفحات: 208
سن اشاعت: 2017	طابع: محمد طیب	قیمت 300

ڈسٹری بیوٹر

شبیر برادرز

۴۰ زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور فون نمبر: 042-37246006

صدیقی لاثانی بک سنٹر نزد نیشنل بنک گوجرہ 0301-7078296	شاکر پبلی کیشنز ۳۸ اردو بازار لاہور 042-37240084	مکتبہ اسلامیہ 041 { 2631204 / 2641204
احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ بالمقابل نیشنل ہسپتال فیصل آباد 041-2626046	شریف سنز امین پور بازار فیصل آباد 041-2624465
مکتبہ غوثیہ یونیورسٹی روڈ کراچی 021-4326110	مکتبہ فیضان مدینہ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ 055-4441619

کتاب نہ ملنے کی صورت میں درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔ شکریہ

0300-72-11-978

G.mail:MUHAMMADTAYYAB61@GMAIL.COM

FACEBOOK:MUHAMMADTAYYAB61@GMAIL.COM

Marfat.com

297-9921

فہرست

صفحہ نمبر	تفصیل	نمبر شمار
11	دیباچہ	
12	پیش لفظ	
13	تخلیق حضرت آدم علیہ السلام	باب نمبر ۱
17	یہ ابلیس کون تھا؟	1
22	اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنے طریقوں سے پیدا کیا	2
24	کیسے حضرت حوا اور آدم علیہ السلام ابلیس کے وسوسے کا شکار ہوئے	3
26	آسمان سے زمین پر اُترنا	4
31	حضرت آدم علیہ السلام کس دن پیدا ہوئے	5
31	حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات	6
33	حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا انکار	7
35	جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد تھی یا نہیں	8
35	زمین پر سب سے پہلا قتل	9
38	کوّے نے سکھایا دفن کرنے کا طریقہ	10
39	حضرت آدم علیہ السلام کے بچوں کی تعداد	11
39	حضرت آدم علیہ السلام کی وفات اور حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت	12
42	پیدائش محمد ﷺ	باب نمبر:۲

Marfat.com

1	بیان تھوڑے سے ان کرامات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے ظاہر ہوئے۔	53
2	واقعات رضاعت	64
3	حلیہ مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	71
باب نمبر: ۳	جناب رسول خدا کا حلیہ مبارک	73
1	جسم مبارک	73
2	جسم مبارک کا سایہ نہ تھا	74
3	قد مبارک	74
4	سر مبارک	76
5	بال مبارک	77
6	سفید بال	79
7	رُخ انور	80
8	مقدس پیشانی	81
9	محراب ابرو	81
10	آنکھیں مبارک	82
11	ناک مبارک	83
12	ہونٹ مبارک	83
13	دانت مبارک	84
14	آواز مبارک	84
15	لعاب دہن مبارک	85

Marfat.com

16	کان مبارک	86
17	پُرنُور گردن مبارک	86
18	مقدس دست مبارک	86
19	شکم وسینہ مبارک	88
20	مقدس پاؤں مبارک	89
21	جسم کی خوشبو مبارک	89
22	پسینہ مبارک	90
23	مہر نبوت	91
باب نمبر:۴	تھوڑے سے معجزوں کا بیان	95
1	آسمانی معجزات	95
۱	چاند دو ٹکڑے ہو گیا	95
۲	سورج پلٹ آیا	96
۳	سورج ٹھہر گیا	97
2	روئے زمین پر ظاہر ہونے والے معجزات	97
۱	پہاڑوں کا سلام کرنا	97
۲	اشارے سے بتوں کا گر جانا	98
۳	پہاڑ کا ہلنا	98
۴	مٹھی بھر خاک	99
3	نباتات کے معجزات	99
۱	خوشہ درخت سے اتر پڑا	99

Marfat.com

۲	درخت کی گواہی	100
۳	چھڑی کی روشنی ہو گئی	101
۴	لکڑی تلوار بن گئی	102
۵	رونے والا ستون	103
4	معجزات حیوانات کے	104
۱	ہرنی کی فریاد	104
۲	بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد	105
۳	شیر کی نیکی	106
۴	جانوروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا	106
۵	دودھ نہ دینے والی بکری نے دودھ دے دیا	107
۶	بھیڑیے کی نیکی چرواہے کے ساتھ	108
5	محسن انسانیت کے معجزات	110
۱	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں سے قرض ادا کرنا	110
۲	ایک پیالہ دودھ کا	110
۳	اُم سلیم کی روٹیاں برکت سے زیادہ	112
۴	حضرت جابر کی دعوت میں برکت	113
۵	انگلیوں مبارک سے چشمہ جاری	114
6	معجزات کے شفاء امراض	114
۱	گونگا بولنے لگا	114
۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیماری جاتی رہی	115

Marfat.com

۳	زخمی اچھا ہو گیا	115
۴	سانپ کے زہر کا اثر ختم ہو گیا	115
۵	حضرت جابر گھوڑے سے کبھی نہ گرے	116
۶	کتے کا پلا نکل کر چلا گیا	116
۷	حضرت قتادہ کی آنکھ کا زخم اچھا ہو گیا	116
7	جنات کے معجزات	117
۱	جنوں کا سلام اور پیغام دینا	117
۲	جن کا سانپ کی شکل میں آنا اور آپ ﷺ کا ارشاد	117
باب نمبر:۵	وصال با کمال "یا"	119
1	نبی کریم ﷺ کا دنیا سے پردہ فرما جانا	
باب نمبر:۶	نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین	128
1	نمازِ جنازہ	132
2	قبر مبارک	132
باب نمبر:۷	رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے	134
1	روزہ کی نیت	142
2	روزہ ٹوٹ جاتا ہے	142
3	جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے	142
4	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا	143
5	روزہ توڑنے کا بیان	143
6	لیلۃ القدر	143

Marfat.com

7	نمازتراویح	144
8	روزے دار کی خوشیاں	145
9	روزہ داروں پر اللہ کی رحمت	147
10	رمضان المبارک میں درود شریف کے فضائل	148
11	اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب ہے	149
12	صلوۃ ملائکہ کے درود کا مطلب ہے	149
13	مومنوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے	149
14	رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات	153
15	روزہ	153
16	رمضان المبارک میں زکوۃ کی ادائیگی	155
17	زکوۃ کا مقصد	157
18	زکوۃ واجب ہونے کی شرائط	158
19	جانور	158
20	سوناو چاندی	159
21	اموال تجارت	159
22	نقد مال ودولت	160
23	زکوۃ کے مصارف	160
24	فقیر	161
25	مسکین	161
26	عاملین زکوۃ	161

Marfat.com

27	مولفتہ القلوب	162
28	غلام آزاد کرنا	162
29	قرض دار	162
30	فی سبیل اللہ	162
31	ابن اسبیل یعنی مسافر	163
32	عیدالفطر	164
باب نمبر:۸	معراج شریف کا مبارک سفر	167
1	معراج کب ہوئی	167
2	دیدار الٰہی	168
3	مختصر تذکرہ معراج شریف	170
باب نمبر:۹	محفل میلاد شریف کے آداب	180
1	میلاد شریف کے فضائل	180
2	ایک بزرگ کا خواب	181
3	کلمہ کی شان	184
4	بیان حضرت کی خصلتوں کا	186
باب نمبر:۱۰	حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا جنگ تبوک سے رہ جانا	189
باب نمبر:۱۱	جنت کی موجیں	197
1	جنت کی لمبائی اور چوڑائی	197
2	جنت کیسی ہوگی اللہ تعالیٰ کا فرمان	200
3	نبی کی زبانی جنت کی کہانی	202

Marfat.com

4	موت کی موت	202
5	جنت کی عورت	203
6	ادنیٰ درجہ کا جنتی	203
7	ربّ العالمین کے تین خطاب ادنی جنتی سے	204
8	جنت کا بازار	204
9	جنتی مرد اور عورتیں	205
10	چار باتیں جنت والوں سے	205
11	جنت کے پرندے	206
12	اہل جنت کے تاج	206
0	اختتام	207

Marfat.com

دیباچہ

اس کتاب مختصر سیرت مصطفےٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھنا اور اپنی معلومات لوگوں تک پہنچانا میرا بہت بڑا خواب تھا۔ جو کہ بہت کوششوں سے پورا ہوا ہے۔

میں آٹھویں جماعت کی طالبہ تھی جب سے میں اس کتاب پر ریسرچ کر رہی ہوں اور میٹرک میں میں نے اس کو لکھنا شروع کیا اور اب میں B.SC year کی طالبہ ہوں اس کتاب کو لکھنے میں میں اتنا مصروف رہی کہ میرا ایک سال بھی ضائع ہو گیا مگر مجھے اس کا کوئی دکھ نہیں کیونکہ کچھ پانے کیلئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ میری آپ سب سے گزارش ہے جو بھی اس کتاب کو پڑھیں اس میں جو بھی غلطیاں لگیں مجھے اس کے بارے میں آگاہ کریں کیونکہ میں بہت بڑی عالم تو نہیں ہوں لیکن مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے۔ اگر میری یہ کتاب لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی تو میں آگے بھی جب تک زندگی ہے لکھتی رہوں گی۔ پھر اسی کتاب کو تفصیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں دوبارہ پیش کروں گی۔

شکریہ

مہوش شریف

Mehvish sharif

Marfat.com

پیش لفظ

یوں تو ہم نے آج تک بہت سی کہانیاں اور واقعات پڑھے اور سنے ہیں مگر آج میں آپ کو ایک ایسا واقعہ سنانے جا رہی ہوں جو کہ ایک حقیقت ہے اور اسے پڑھنے اور سننے والے کا دل اور روح دونوں نور کی وادی میں گم ہو جائیں گے اور آنکھیں ایسی پرنور ہو جائیں گی کہ ٹھنڈی اور پرروشن یہ واقعہ اس نور کا ہے جس کے پیار میں رب کائنات نے اس دنیا کی ہی تخلیق کر ڈالی اور اس نور کے دنیا میں آنے سے پہلے جہالت تھی اور دنیا میں آنے سے ساری کائنات کو اپنے نور سے پرنور اور پر روشن کر دیا یہ واقعہ میرے میٹھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو بنا لیا۔ تو اس نور کو دنیا میں لانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کر دی۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی منتقلی حضرت آدم علیہ السلام میں کی گئی۔

اس لیے پیدائش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنے سے پہلے تھوڑا سا بیان حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا کہ کس طرح آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور کس طرح ان کے قلب میں داخل کیا گیا۔ اور کس طرح ان کا جسم اس نور سے روشن ہو گیا۔

Marfat.com

باب نمبر 1

تخلیق آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی نہ ماں ہیں اور نہ باپ بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا چنانچہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور زمین سے ایک مٹھی مٹی لے آؤ۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت عزرائیل علیہ السلام آسمان سے زمین پر آئے اور زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو پوری روئے زمین کی اوپری پرت چھلکے کے مانند اتر کر آپ کی مٹھی میں آ گئی۔

جس میں ساٹھ رنگوں اور مختلف کیفیتوں والی مٹیاں تھیں۔ یعنی سفید و سیاہ اور سرخ و زرد وغیرہ رنگوں والی اور نرم و سخت، شیریں اور تلخ، نمکین و پھیکی وغیرہ کیفیتوں والی مٹیاں شامل تھیں۔[1]

پھر اس مٹی کو مختلف پانیوں سے گوندھنے کا حکم فرمایا چنانچہ ایک مدت کے بعد یہ چپکنے والی بن گئی پھر ایک مدت تک یہ گوندھی گئی تو کیچڑ کی طرح بودار گارا بن گئی پھر یہ خشک ہو کر کھنکھناتی اور بجتی ہوئی مٹی بن گئی پھر اس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنا کر جنت کے دروازے پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ دیکھ کر فرشتوں کی جماعت تعجب

---

[1] عجائب القرآن حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی، شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

Marfat.com

پتلا بنا کر جنت کے دروازے پر رکھ دیا گیا جس کو دیکھ دیکھ کر فرشتوں کی جماعت تعجب کرتی تھی۔ کیونکہ فرشتوں نے ایسی شکل وصورت کی کوئی مخلوق کبھی دیکھی ہی نہیں تھی۔

اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور امانت کے طور پر رکھ دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا پتلا اس امانت سے ممتاز ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے روح کو حکم دیا کہ قلب آدم میں داخل ہو۔ روح چنانچہ نہایت نازک اور لطیف ہے بدن کے اندر اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے میں کچھ تامل کیا تو حکم ہوا کہ اے روح!

آدم کی پیشانی کی طرف دیکھ! جب روح نے آدم کی پیشانی کی طرف دیکھا تو روح نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شیفتہ ہوگئی اور بے اختیار عاشق زار کی طرح ہزار جان ودل سے قلب آدم میں داخل ہوئی۔

جب آپ کے نتھنوں میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی اور جب روح زبان تک پہنچ گئی تو آپ نے "الحمد للہ" کہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"يَرْحَمُكَ اللّٰه"

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اے ابو محمد (آدم) میں نے تم کو اپنی حمد ہی کیلئے پیدا کیا ہے پھر رفتہ رفتہ پورے بدن میں داخل ہوگئی۔ اور پھر آپ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوگئے۔[1]

لکھا ہے کہ روح کے داخل ہوتے ہی آنکھیں آدم علیہ السلام نے کھول دیں اور

---

[1] عجائب القرآن وغرائب القرآن، (خازن ج ا ص 46)

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ:

پھر جسم آدم کا اس نور سے روشن ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سرخ یاقوت کے تخت پر بٹھایا جس کے سات سو پائے تھے

پھر اس تخت کو جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرائیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام مقرب فرشتوں نے کاندھوں پر اٹھایا اور آسمان اور عجائبات جنت کی سیر کراتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا جس مٹی سے بنایا گیا۔ چونکہ وہ مختلف رنگوں اور مختلف کیفیتوں کی مٹیوں کا مجموعہ تھی اس لئے آپ کی اولاد یعنی انسانوں میں مختلف رنگوں اور قسم قسم کے مزاجوں والے لوگ ہو گئے۔

یہ حدیث ہے ترمذی اور ابوداؤد کی۔ [1]

حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ''خلیفۃ اللہ'' ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں میں جو مکالمہ ہوا وہ بہت نہایت ہی حیرت انگیز وعبرت آموز بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اے فرشتو!

''میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میرا نائب بن کر زمین میں میرے احکام کو نافذ کرے گا''

ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے باری تعالیٰ! کیا تو زمین میں ایسے شخص کو اپنی خلافت کے شرف سے سرفراز فرمائے گا جو زمین میں فساد برپا کرے گا؟

---

[1] (عجائب القرآن وغرائب القرآن)، (خازن جلد: اصفحہ 46)

Marfat.com

اے اللہ تعالیٰ! اس شخص سے زیادہ تیری خلافت کے حق دار تو ہم ملائکہ کی جماعت ہے۔ کیونکہ ہم ملائکہ زمین میں فساد نہیں پھیلائیں گے۔

بلکہ ہم تیری حمد وثنا، تیری پاکی اور تیری تسبیح بیان کریں گے اس لئے ہم فرشتوں کی جماعت میں سے کسی کے سر پر اپنی خلافت کا تاج رکھ کر اس کو "خلیفہ اللہ" کے معزز لقب سے سربلند فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اے فرشتو! حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ بنانے میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان کو میں ہی جانتا ہوں اور تم ملائکہ ان حکمتوں اور مصلحتوں کو نہیں جانتے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سن کر اگرچہ خاموش ہو گئے مگر انہوں نے اپنے دل میں یہ خیال چھپائے رکھا کہ اللہ تعالیٰ خواہ کسی کو بھی اپنا خلیفہ بنا دے مگر وہ فضل وکمال میں ہم فرشتوں سے بڑھ کر نہ ہوگا؛ کیونکہ ہم ملائکہ فضلیت کی جس منزل پر ہیں وہاں تک کسی مخلوق کی بھی رسائی نہ ہو سکے گی اس لئے فضلیت کے تاجدار بہرحال، ہم فرشتوں کی جماعت ہی رہے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر تمام چھوٹی بڑی چیزوں کا علم ان کو عطا فرمایا دیا۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! اگر تم اپنے اس دعوئے میں سچے ہو کہ تم سے افضل کوئی دوسری مخلوق نہیں ہو سکتی تو تم تمام ان چیزوں کے نام بتاؤ جن کو میں نے تمہارے پیش نظر کر دیا ہے۔ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ تعالیٰ! تو بے شک تو ہر چیز سے پاک ہے ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جو تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

اس کے سوا ہمیں اور کسی چیز کا کوئی علم نہیں ہے ہم صرف یہ ہی جانتے اور مانتے ہیں کہ علم وحکمت کا خالق ومالک تو صرف تو ہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم ان فرشتوں کو تمام چیزوں کے نام بتادو تو حضرت آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام اور ان کی حکمتوں کا علم فرشتوں کو بتادیا جس کو سن کر فرشتے حیران ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اے فرشتو! کیا میں نے تم سے یہ نہیں فرمادیا تھا کہ میں آسمان وزمین کی تمام چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہوں اور تم فرشتے یہ کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام فساد برپا کریں گے اس کو بھی میں جانتا ہوں اور تم جو خیالات اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے تھے کہ کوئی مخلوق تم سے بڑھ کر افضل نہیں پیدا ہوگی میں تمہارے دلوں میں چھپے ہوئے ان خیالات کو بھی جانتا ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ توقیر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ چنانچہ سب فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کردیا اور تکبر کیا اور کافر ہوگیا۔[1]

یہ ابلیس کون تھا؟

صحیح مسلم میں الموٴمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنات کو بھڑکتی ہوئی آگ سے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک لمحہ کیلئے بھی فرشتوں میں شمار نہیں ہوا۔ حضرت شیر بن جوشبؒ

1۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ ابلیس جنات میں سے تھا جب جنات نے زمین پر فساد برپا کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت کے ذریعے انہیں مار ڈالا۔ اور جوان جنات کے بچے تھے ان کو سمندری جزیروں کی جانب دھکیل دیا (کیا ابلیس بھی انہی جنات میں سے تھا) اور فرشتے اس کو قید کر کے اپنے ساتھ آسمانوں پر لے گئے تھے۔

یہ عرصہ دراز تک وہاں رہا پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تو اسے بھی سجدے کا حکم دیا گیا مگر اس نے انکار کر دیا اور قیامت کے دن تک کیلئے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔

حضرت نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کی کُنیت ''ابوکردوس'' ہے

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابلیس فرشتوں کے ایک گروہ سے تعلق رکھتا تھا جنہیں جن کہا جاتا ہے ابلیس کے چار پر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے غرور تکبر کی وجہ سے اس کو شیطان بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

" (ابلیس) بولا قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور سیدھے راستے پر تاک میں بیٹھوں گا اور آؤں گا آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور تو ان میں سے بیشتر کو شکر گزار نہ پائے گا"۔[1]

یعنی چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا اور مجھے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا ہے تو میں

---

[1]۔(الاعراف 16 تا 18)

Marfat.com

تیرے بندوں کے راستے میں آؤں گا اور انہیں چاروں جانب سے گھیروں گا اور انہیں گمراہ کروں گا بس جو نیک لوگ ہوں گے وہ اس کے بہکاوے میں نہیں آئیں گے اور اس کی مخالفت کریں گے اور جو بد بخت ہوں گے وہ اس کی پیروی کریں گے۔[1]

ابلیس جس کو شیطان کہا جاتا ہے یہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جو آگ سے پیدا ہوا تھا لیکن یہ فرشتوں کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا اور دربار خداوندی میں بہت مقرب اور بڑے بڑے بلند درجات و مراتب سے سرفراز تھا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابلیس چالیس ہزار برس تک جنت کا خزانچی رہا اور اسی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی رہا اور بیس ہزار برس تک ملائکہ کو وعظ سناتا رہا اور تیس ہزار برس تک مقربین کا سردار رہا اور ایک ہزار برس تک روحانین کی سرداری پر رہا۔ اور چودہ ہزار برس تک عرش کا طواف کرتا رہا سات آسمانوں پر اس کے مختلف نام۔ نیچے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1 پہلے آسمان پر عابد

2 دوسرے آسمان پر زاہد

3 تیسرے آسمان پر عارف

4 چوتھے آسمان پر ولی

5 پانچویں آسمان پر تقی

6 چھٹے آسمان پر خازن

7 ساتویں آسمان پر عزازیل

---

[1] (قصص الانبیا ص25,26)

Marfat.com

مگر لوح محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا ہوا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل اور خاتمہ سے بے خبر تھا۔[1]

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔ ابلیس نے حضرت آدم کو خاک کا پتلا کہہ کر ان کی تحقیر کی اور اپنے آپ کو آگ کی مخلوق کہہ کر اپنی بڑائی کی اور تکبر کا اظہار کیا تکبر وہ بری چیز ہے کہ بڑے سے بڑے مراتب و درجات والے کو ذلت میں گرفتار کر دیتا ہے۔ اور تکبر صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا تکبر نہیں کر سکتا لیکن ابلیس نے کیا کہ میں تو ایک آگ کی مخلوق ہوں اور آدم تو خاک کا پُتلا ہے اسی جرم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مردود بارگاہ کر کے دونوں جہاں میں ملعون فرما دیا اور اس کو اس کی پیروی کرنے والوں کو جہنم میں عذاب نار کا سزا وار بنا دیا۔[2]

اور جنہوں نے سجدہ تعظیمی کیا ان کو جداگانہ اکرام وانعام مرحمت فرمائے ان مقربین فرشتوں نے بڑے بڑے مراتب پائے یعنی کچھ اس تخت کے حامل ہوئے جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے کی خدمت عطا ہوئی۔ اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کی خصوصیات کا انعام ملا جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا فرمانبرداروں پر انعام الٰہی اور نافرمانوں پر غضب تھا وہ سب کچھ تعظیم نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سبب تھا۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کا حکم

---

[1] (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

[2] (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

Marfat.com

دیا تو آپ جنت میں تنہائی سے گھبرا کر جناب باری تعالیٰ میں یہ خواہش کی کہ میرا کوئی جوڑا پیدا کرتا کہ میری تنہائی کی وحشت دُور ہو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نیند کا غلبہ فرما دیا اور آپ گہری نیند سو گئے۔

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب آدم علیہ السلام سوئے تو آپ کی بائیں جانب سے چھوٹی پسلی چاک کی۔ اور اس ہڈی کی جگہ گوشت پیدا فرما دیا پھر اس پسلی کی ہڈی سے حضرت حوا کو پیدا فرما دیا اس لئے ہر مرد کے دائیں طرف اٹھارہ پسلیاں ہیں اور بائیں طرف ایک کم یعنی سترہ پسلیاں ہیں۔

پسلی کے جدا ہونے سے حضرت آدم علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک عورت خوبصورت پیدا ہوئی اور آپ کو احساس بھی نہیں ہوا کہ ایک میری پسلی جدا ہوگئی ہے پھر فرشتوں نے اس پسلی کو ایسا ملایا کہ آدم علیہ السلام سوتے کے سوتے ہی رہے اور ذرا خبر نہ ہوئی۔ جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہایت ہی خوب صورت عورت ان کے پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہماری لونڈی ہے اور اس کا نام حوا ہے اور یہ تمہاری وحشت دور کرنے کیلئے پیدا کی گئی۔ آدم علیہ السلام نے چاہا کہ بی بی حوا کو ہاتھ لگائیں حکم ہوا کہ اے آدم اسکو ہاتھ نہ لگانا جب تک اس کا مہر نہ ادا کرلو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ اس کا مہر کیا ہے؟

ارشاد ہوا کہ اس کا مہر یہ ہے کہ دس بار میرے نبی محمد ﷺ پر درود پڑھ۔ آدم علیہ السلام نے درود پڑھا فرشتے شاہد اور گواہ بنے اور بی بی حوا کا نکاح اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

منعقد کیا۔ ۱

اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور حضرت حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو چار طریقوں سے پیدا کیا۔

اول طریقه:

یہ کہ مرد و عورت دونوں کے ملاپ سے جیسا کہ عام طور پر انسانوں کی دائش ہوتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں صاف صاف اعلان ہے کہ ہم نے انسان کو مرد و عورت کے ملے جلے نطفہ سے پیدا فرمایا ہے۔

دوسرا طریقه:

یہ کہ تنہا مرد سے ایک انسان پیدا ہوا اور وہ حضرت حوا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا فرما دیا۔

تیسرا طریقه:

یہ کہ تنہا ایک عورت سے ایک انسان پیدا ہوئے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو پاک دامن کنواری بی بی مریم کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے،

چوتھا طریقه:

یہ کہ بغیر مرد و عورت کے بھی ایک انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیا اور وہ انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مٹی سے بنا دیا۔

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

۱۴۵۳۶۱

Marfat.com

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے انسان کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیری عظمت کا یہ حال ہے کہ تیرے اندر عالم اکبر سمٹا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ ایک ہے وہ جس کو چاہے اور جسے چاہے اور جب چاہے پیدا فرما دیتا ہے یعنی وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس چیز اور جس کام کا وہ ارادہ فرماتا ہے اس کو کر ڈالتا ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام تمام زبانوں میں سکھا دیے اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولاد آدم کے نام اور تمام حیوانات و نباتات کے نام اور ہر چیز کی صنعتوں کے نام اور تمام شہروں اور تمام بستیوں کے نام اور تمام پرندوں کے نام اور تمام قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام اور جو آئندہ تمام وجود میں آنے والے ہیں سب کے نام اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے نام اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام اور ہر چیزوں اور سامانوں کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائیں ہیں۔[2]

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

---

[1] (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

[2] (عجائب القرآن وغرائب القرآن)، (روح البیان ج ۱ ص ۱۰۰)

Marfat.com

کیسے حوا اور آدم ابلیس کے وسوسہ کا شکار ہو گئے۔

جب شیطان اللہ پاک کی بارگاہ سے ذلیل وخوار ہو کر نکالا گیا تو اس نے انتقام لینے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو بہکانے کی کوشش کی اور انہیں وسوسہ ڈال کر آسائش و نعمتوں والی زندگی سے انہیں نکال کر مشقت و محرومیوں کے مقام تک پہنچا دیا۔

شیطان نے دونوں سے کہا کہ تم اس پھل کو اس لئے نہیں کھاتے کہ فرشتے بن سکو یا ہمیشہ یہیں رہ سکو یعنی اگر یہ پھل تم نے کھا لیا تو تمہارا ارادہ پورا ہو جائے گا ابلیس نے اس بات پر انہیں قسم دی کہ میں تو تم دونوں کو اچھا مشورہ دے رہا ہوں۔

شیطان کی یہ بات صرف اس کا ایک مکر تھا جبکہ حقیقت کچھ اور تھی۔

"شجرۃ الخلد" سے مراد یہ ہے کہ تم یہ پھل کھا کر یہاں ہمیشہ رہ سکو گے۔

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت ایسا تھا جس کا پھل کھانے سے انسان ناپاک ہوتا ہے اور جنت میں ایسا ہونا غیر مناسب تھا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ جنت میں ایک درخت ہے کہ ایک سوار شخص اگر اس کے سائے میں سو سال تک بھی چلے تو اس کو طے نہیں کر سکتا اور یہ درخت "شجرۃ الخلد"

یعنی دائمی زندگی کا درخت ہے حضرت منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ شجرۃ الخلد دائمی زندگی کا درخت ہے تو انہوں نے کہا کہ حدیث میں یہ بات نہیں ہے یہ قول صرف امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر بنی اسرائیل کچھ دنوں کیلئے کھانا نہ بچاتے تو گوشت کبھی خراب نہ ہوتا اور اگر حضرت حوا پھل کھانے میں خیانت نہ کرتیں تو کوئی دوسری عورت بھی اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی یعنی حضرت حوا نے حضرت آدم سے قبل ہی اس درخت کا پھل چکھ لیا تھا اور انہی کے کہنے پر حضرت آدم نے وہ پھل کھایا۔[1]

حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کے ساتھ نہایت ہی آرام اور چین کے ساتھ جنت میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور اماں حوا کو فرما دیا تھا کہ جنت کا جو بھی پھل چاہو بے روک ٹوک سیر ہو کر تم دونوں کھا سکتے ہو مگر صرف ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا کہ اس درخت کے قریب مت جانا وہ درخت گیہوں کا تھا یا انگور کا تھا۔ چنانچہ اس درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا ان دونوں کا دشمن ابلیس برابر تاک میں لگا رہا۔

آخر اس نے ایک دن اپنا وسوسہ ڈال ہی دیا اور قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جس درخت کا پھل کھانے سے تم دونوں کو منع کر دیا وہ شجرۃ الخلد ہے یعنی جو اس درخت کا پھل کھالے گا وہ کبھی جنت سے نہیں نکالا جائے گا۔ پہلے حضرت حوا اس شیطانی وسوسہ کا شکار ہو گئیں۔ اور انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اس پر راضی کر لیا اور وہ ناگہاں غیر ارادی طور پر اس درخت کا پھل کھا گئے۔

---

[1] (قصص الانبیا صفحہ: 33،34)

Marfat.com

حضرت آدم اور حوا سے خطا سرزد ہوگئی۔ جس درخت کا پھل اللہ تعالیٰ نے کھانے سے منع کیا تھا۔ وہ پھل حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا ابلیس کے وسوسہ کا شکار ہوکر کھالیا اور اللہ تعالیٰ نے اس گناہ کی یہ سزا دی کہ فوراً ہی بہشتی لباس دونوں کے بدن سے گر پڑے اور یہ دونوں جنت کے پتوں سے اپنا بدن چھپانے لگے۔[1]

موجودہ تورات جو اہل کتاب کے پاس ہے اس میں اماں حوا کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ایک سانپ جو نہایت خوش شکل اور عمدہ نسل کا تھا۔

اس نے یہ پھل کھانے پر اماں حوا کو اُکسایا چنانچہ حضرت حوا نے وہ پھل کھا لیا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو اُکسایا کہ وہ بھی یہ پھل کھائیں۔

اس تمام واقعہ میں شیطان کا ذکر نہیں ہے پھل کھانے کے بعد دونوں کی آنکھیں کھلیں تو وہ حیران ہوئے کہ وہ برہنہ ہو چکے ہیں اور ان کے جسموں کے پوشیدہ اعضاء واضح ہو چکے ہیں۔ پھر انہوں نے انجیر کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانکا۔

تورات میں ہے کہ وہ دونوں برہنہ تھے۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

کہ دونوں کے جسموں پر نورانی لباس تھے جنہوں نے ان کے ستر کو ڈھانپ رکھا تھا۔[2]

آسمان سے زمین پر آنا:

اللہ پاک نے یہاں حضرت آدم علیہ السلام اماں حوا اور ابلیس کو مخاطب کیا اور

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

۲۔ (قصص الانبیاء ص 34,35)

Marfat.com

ایک قول کے مطابق ان کے ہمراہ سانپ کو بھی اترنے کا حکم دیا گیا۔ اور فرمایا کہ تم اس حالت میں اترو کہ ایک دوسرے کے دشمن ہو سانپ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے دلیل لی جاتی ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ سانپوں سے ہماری جنگ شروع سے ہے اور ہم انہیں صحیح نہیں رہنے دیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

صرف ترجمہ بیان کروں گی

"تم دونوں جنت سے اترو، تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے"

حضرت ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو میرے قرب و جوار سے نکال دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے سر سے تاج اتارا اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے پیشانی سے نشان مرتبت اتارا۔

حضرت آدم علیہ السلام دوڑے تو ایک شاخ سے الجھ گئے خیال آیا کہ شاید میں عذاب میں مبتلا ہو گیا ہوں آپ نے اپنا سر شرمندگی سے جھکایا اور بارگاہ الٰہی میں معافی کیلئے درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تو مجھ سے بھاگنا چاہتا تھا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول کیا ہے

Marfat.com

کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو سال تک رہے ایک روایت کے مطابق آدم علیہ السلام ساٹھ سال تک جنت میں رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ''دحنا'' پر اتارا گیا یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے۔

لیکن ابن ابی حاتم اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اور حضرت حوا کو جدہ میں اور ابلیس کو بصرہ سے کچھ واقع پر دستمیان اور سانپ کو اصفہان میں اتارا گیا۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا آپ کے ساتھ حجرا اسود اور جنت کے چند پتے بھی تھے۔

آپ نے ان پتوں کو زمین پر پھیلا دیا اللہ پاک کی قدرت سے جس جگہ وہ پتے گرے وہاں خوشبودار درخت اُگ گئے۔[1]

اللہ پاک نے حکم دیا اے آدم اور حوا تم دونوں جنت سے زمین پر اتر پڑو اُس وقت اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام سے دو باتیں ارشاد فرمائی۔

ایک تو یہ کہ: اے آدم تمھاری اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن ہوگی۔ دوسری یہ کہ عمر بھر تم دونوں کو زمین میں ٹھہرنا ہے آخر جنت سے باہر نکالا زمین پر آکر طرح طرح کی مشقتوں میں مبتلا ہوئے۔[2]

---

[1] (قصص الانبیاص 36,37)

[2]۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

Marfat.com

روایت ہے آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے اور تین سو برس تک سر نیچے ڈالے رہے اور شرمندگی سے سر اوپر نہ اُٹھایا کہ میں نے گناہ کیا ہے اور مجھ سے خطا سرزد ہو گئی ہے اور آسمان کی طرف نہ دیکھا اور اس قدر روتے تھے کہ آنسو آنکھوں سے بند نہ ہوتے تھے لکھا ہے کہ اگر اشک تمام روئے زمین کے جمع کئے جائیں تو آدم کے اشک ان سے زیادہ ہوں جیسے آنسو حضرت داؤد علیہ السلام کے خوف الٰہی سے زمین پر گرے اور اگر تمام انسانوں اور داؤد علیہ السلام کے خوف الٰہی کے آنسوؤں کو جمع کیا جائے تو حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو ان سب لوگوں سے زیادہ ہوں گے غرضیکہ اس قدر آدم علیہ السلام نے گریہ وزاری کی کہ ان کے آنسوؤں سے ایک ندی جاری ہو گئی اور تمام چرند پرندان کو پی پی کر کہتے تھے کہ کیا ہی میٹھا پانی ہے۔

آدم علیہ السلام سن کر اور بھی زیادہ روتے تھے کہ میرے رونے پر تو جانور بھی ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ اے آدم یہ جانور سچ کہتے ہیں جو کوئی ہم سے ڈر کر اپنے گناہوں سے نادم ہو کر روتا ہے واقعی اس کے آنسو شہد سے زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے روایت ہے:

کہ یہ تین آنکھیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے انہیں نجات دے گا ایک وہ آنکھ جو خدا سے ڈر کر روئے، دوسری وہ آنکھ جو گناہ کی چیزیں نہ دیکھے، تیسری وہ آنکھ جو خدا کی عبادت کیلئے بیدار رہے۔

جب آدم علیہ السلام تین سو برس تک روئے اور آہ وزاری حد سے زیادہ گزری تو دریائے فضل وکرم جوش میں آیا اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے جبرئیل علیہ السلام آدم کے پاس جاؤ اور اذان کہو پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور جہاں وہ سر جھکائے رو رہے

Marfat.com

تھے اذان کہنا شروع کی جس وقت اس کلمہ پر پہنچے۔

اشھد ان محمد رسول اللہ

آدم علیہ السلام نے آنکھیں کھول دیں اور نام کے سننے سے وحشت دور ہوئی۔ اطمینان حاصل ہوا اور یاد آ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام عرش بریں پر بھی لکھا ہوا ہے اس نام کے طفیل سے دعا کرنی چاہیے اسی وقت آدم علیہ السلام نے یہ عرض کیا:

سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے مجھے بخش دے

اسی وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتو! آدم ہماری درگاہ میں بڑا شفیع لایا ہے اب تعظیم کرو اس کی اور کہہ دو کہ ہم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت تمہاری خطاء معاف کی لکھا ہے کہ بے شمار فرشتے اس وقت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے جسم سے گرد و غبار جھاڑتے تھے اور کہتے تھے اب کچھ غم نہ کرو اے آدم! پھر اللہ پاک نے فرمایا اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں سے جانا ابھی تو ہم نے ان کو پیدا ابھی نہ کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ جس وقت تو نے مجھے پیدا کر کے مجھ میں روح ڈالی تھی سر اٹھا کر عرش کی طرف دیکھا کہ پایوں مبارک پر لکھا ہوا تھا۔

: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ:

پس میں نے جان لیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے اس کا نام ملا کر لکھا ہے جو اسے سب سے پیارا ہے ارشاد ہوا۔ اے آدم!

تو نے بالکل سچ کہا واقعی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا نبی ہے اور جو کچھ میں نے پیدا کیا سب اسی کی بدولت ہے اگر اس کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو کچھ بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ

Marfat.com

تھی۔ یہاں تک کہ تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا اب ہم نے اس کی بدولت تیرا قصور معاف کیا اور قسم ہے اپنے عزت وجلال کی جو کوئی تیری اولاد سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑے گا اسکی خطائیں ہم معاف کردیں گے۔

کس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے:

حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے۔

جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنوں کا افضل ترین دن جمعہ کا ہے اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے۔

حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور جنت سے باہر لایا گیا اور اسی دن قیامت قائم کی جائے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے رب کے ہاں ملاقات ہوئی۔ تو ان کے درمیان مکالمہ ہوا حضرت موسیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ اے ابوالبشر: آپ نے ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

اے موسیٰ! تم اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور رسول بنائے گئے اور تمہارے لئے

Marfat.com

تو تورات لکھی گئی تم مجھے اس بات پر ملامت کر رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے قبل ہی میرے لئے لکھ دیا تھا حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام یہ بات کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے اور یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔[1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا ربّ العالمین! میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملنا چاہتا ہوں جنہوں نے خود کو اور ہمیں جنت سے باہر نکلوا دیا اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات کروائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا آپ ہی آدم ہیں؟

آپ نے جواب دیا ہاں میں ہی آدم ہوں۔

اللہ پاک نے آپ ہی کے اندر اپنی روح پھونکی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ہاں۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں حضرت موسیٰ نے کہا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ہاں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ پاک نے آپ کو ہر شے کا علم سکھایا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ہاں۔

---

1 (قصص الانبیا صفحہ 40)

Marfat.com

تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا وجہ تھی کہ آپ نے خود کو اور ہمیں جنت سے نکلوایا؟

حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کیا تم ہی موسیٰ کلیم اللہ ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں ہی موسیٰ ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کیا تم بنی اسرائل کے نبی ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں ہی بنی اسرائل کا نبی ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ پاک نے تم سے کلام کیا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف بخشا۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا پھر تم مجھے اس کا ذمہ دار کیوں ٹھہراتے ہو جو میری پیدائش سے قبل ہی میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔

حضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی دلیل کی بدولت حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آگئے۔[1]

حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا انکار:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قرض والی آیت نازل ہوئی۔ تو حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے انکار حضرت آدم علیہ السلام نے کیا یہ کلمات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائے۔ جب اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ بھیرا جس سے قیامت تک آنے والی اولاد آدم ظاہر

ا۔ (قصص الانبیا ص 42)

Marfat.com

ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی اولاد کو پیش کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک نورانی شخص کو دیکھ کر دریافت کیا کہ الٰہی یہ نورانی شخص کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارا بیٹا داؤد علیہ السلام ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ان کی عمر کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی عمر ساٹھ سال ہے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی ان کی عمر میں اضافہ کر دے اللہ پاک نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہاں مگر تیری عمر میں سے اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک میں سے چالیس سال لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر میں لکھ دیئے گئے۔ اللہ پاک نے اس بات کو لکھ لیا اور اس پر فرشتوں کی گواہی لے لی۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح قبض کرنے کیلئے آئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ میری عمر کے ابھی چالیس سال باقی ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے اس انکار پر انہیں وہ تحریر دکھائی گئی اور فرشتوں کی گواہی پیش کی گئی۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر سو سال کر دی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک میں بھی کچھ کمی نہ کی۔

طبرانی نے حضرت حسن بصری کی روایت نقل کی ہے کہ جب قرض والی آیت نازل ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

کہ سب سے پہلے جھگڑا حضرت آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔[1]

جنت میں آدم علیہ السلام کی اولاد تھی یا نہیں؟

حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں اولاد تھی یا نہیں اس کے بارمیں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن علماء کرام کی ایک جماعت کا قول ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد تھی قابیل اور اس کی جڑواں بہن دونوں جنت میں پیدا ہوئے تھے جبکہ دوسری جماعت کا قول ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نہ تھی اور تمام بچے زمین پر ہی پیدا ہوئے۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے تھے۔ ایک لڑکا ہوتا تھا اور ایک لڑکی ہوتی تھی۔[2]

زمین پر سب سے پہلا قتل:

زمین پر سب سے پہلا قتل ہابیل کا ہوا ہے روئے زمین پر سب سے پہلا قاتل قابیل ہے اور سب سے پہلا مقتول ہابیل ہے ہابیل اور قابیل حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح "لیوذا" سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی اور ہابیل کا نکاح "اقلیما" کے ساتھ جو قابیل کے پیدا ہوئی تھی مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ اقلیما بہت زیادہ خوب صورت تھی اور لیوذا کم خوبصورت تھی۔

---

[1]۔(قصص الانبیاص 46.47)

[2]۔(قصص الانبیا ص51)

Marfat.com

اس لئے وہ اقلیما کا طلب گار تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو بہت سمجھایا کہ اقلیما تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے وہ تیری بہن ہے اس لئے اس کا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہو سکتا مگر قابیل اپنی ضد میں تھا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں اللہ پاک کے دربار میں پیش کرو جس کی قربانی اللہ پاک کے دربار میں مقبول ہو گی وہی اقلیما کا حق دار ہو گا اور وہی اس سے نکاح کرے گا۔ اس زمانے میں قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ [1]

حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو دونوں بھائیوں کی قربانیوں کے بارے میں فکر رہتی تھی وہ چاہتے تھے کہ ہابیل کی قربانی تو قبول ہو مگر قابیل کی قربانی نہ قبول ہو۔ [2]

چنانچہ قابیل نے گیہوں کی کچھ بال اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا اس بات پر قابیل کے دل میں حسد پیدا ہوا اور اس پر قابیل نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ ہابیل کی قربانی آپ کی دعا کی وجہ سے قبول ہوئی ہے لیکن آپ نے میرے لئے دُعا نہیں کی تھی۔ اور اس کے بعد اس نے ہابیل کو قتل کرنے کی ٹھان لی اور ہابیل سے کہا کہ میں تم کو ضرور ضرور قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا قربانی قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ متقی بندوں کی ہی قربانی قبول کرتا ہے اور اگر تُو متقی ہوتا تو ضرور تیری قربانی

۱۔ (عجائب القرآن وغرائب القرآن)

۲۔ (قصص الانبیا ص 52)

Marfat.com

قبول ہوتی ساتھ ہی ہابیل نے یہ کہا اگر تو میرے قتل کیلئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ پاک سے ڈرتا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پلے پڑے اور تو دوزخی ہو جائے کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے پھر آخر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا قتل کے وقت ہابیل کی عمر بیس سال کی تھی اور قتل کا یہ حادثہ مکہ مکرمہ میں جبل ثور کے پاس یا جبل حرا کی گھاٹی میں ہوا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں جس جگہ مسجد اعظم بنی ہوئی ہے منگل کے دن یہ سانحہ ہوا۔ روایت ہے کہ جب ہابیل قتل ہو گئے تو سات دنوں تک زمین میں زلزلہ رہا اور وحوش اور بے چینی پھیل گئی اور قابیل جو کہ بہت ہی گورا اور خوبصورت تھا بھائی کا خون بہاتے ہی اس کا چہرہ بالکل کالا اور بدصورت ہو گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا غم ہوا یہاں تک کہ وہ ایک سو برس تک کبھی نہیں مسکرائے اور آپ ہابیل لئے یہ مرثیہ کہتے:

صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

" تمام شہروں اور ان کے باشندوں میں تغیر پیدا ہو گیا اور زمین کا چہرہ غبار آلودہ ہو گیا ہر رنگ اور مزہ والی چیز بدل گئی اور گورے چہرے کی رونق کم ہو گئی"

حضرت آدم علیہ السلام نے غصہ میں آ کر قابیل کو دربار سے نکال دیا اور بدنصیب اقلیما کو ساتھ لے کر یمن کی سرزمین " عدن " میں چلے گئے وہاں ابلیس اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے اس لئے کھالی کیونکہ وہ آگ کی پوجا کیا کرتا تھا لہذا تو بھی آگ کا مندر بنا کر آگ کی پوجا کر و چنانچہ قابیل پہلا وہ شخص تھا جس نے آگ کی عبادت کی اور یہ روئے زمین پر پہلا شخص ہے جس نے اللہ پاک کی نافرمانی کی سب سے پہلا زمین پر خون ناحق کیا یہ پہلا وہ مجرم ہے جو جہنم

Marfat.com

میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا اور حدیث میں ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک جو بھی خون ناحق ہوگا قابیل اس میں حصہ دار ہوگا کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا دستور نکالا اور قابیل کا انجام یہ ہوا کہ اس کے ایک لڑکے نے جو کہ اندھا تھا اسکو ایک پتھر مار کر قتل کر دیا اور یہ بد بخت نبی زادہ ہونے کے باوجود آگ کی پوجا کرتے ہوئے کفر و شرک کی حالت میں اپنے لڑکے کے ہاتھ مارا گیا۔[1]

ہابیل کے قتل ہو جانے کے پانچ برس بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو تیس برس ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے فرزند کا نام شیث رکھا یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں اس کے معنی ''ھبة اللہ'' یعنی اللہ کا عطیہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پچاس صحیفے جو آپ علیہ السلام پر نازل ہوتے ان سب کی حضرت شیث علیہ السلام کو تعلیم دی اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا۔ اور ان کی نسل میں خیر و برکت ہونے کی دعائیں مانگیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔[2]

کوے نے سکھایا دفن کا طریقہ:

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اس سے پہلے آدمی مرا ہی نہیں تھا اس لئے قابیل حیران تھا کہ بھائی کی لاش کو کیا کروں چنانچہ کئی دنوں تک وہ لاش کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ پھر اس نے دیکھا کہ دو کوے آپس میں لڑے اور ایک نے دوسرے کو

---

[1] ۔(عجائب القرآن وغرائب القران)

[2] (عجائب القرآن وغرائب القران)۔(روح البیان ص382)

Marfat.com

مار ڈالا پھر زندہ کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر ایک گڑھا کھودا۔اس میں مرے ہوئے کوے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا یہ منظر دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو زمین میں دفن کرنا چاہیے چنانچہ اس نے قبر کھود کر اس میں ہابیل کی لاش کو دفن کر دیا۔[1]

حضرت آدم علیہ السلام علیہ السلام وحوا علیہا السلام کے بچوں کی تعداد:

حضرت امام جعفر بن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیس بچے ہوئے جو تمام کہ تمام حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا ہوئے اور یہ تمام جڑواں تھے۔ابن اسحاق نے بھی یہی تعداد بیان کی ہے اور انہوں نے ان کے نام بھی لکھے کچھ مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام ایک سو بیس مرتبہ حاملہ ہوئیں اور دو سو چالیس بچے پیدا ہوئے سب سے بڑا لڑکا قابیل اور لڑکی اقلیما تھی سب سے آخری لڑکا عبدالمغیث اور لڑکی امتہ المغیث تھی پھر یہ بچے زمین میں دور دراز پھیل گئے اور تعداد میں بڑھتے چلے گئے۔[2]

وفات حضرت آدم علیہ السلام کی اور حضرت شیث کو وصیت:

اللہ پاک نے ہابیل کے قتل کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو نیک اور صالح بیٹا عطا فرمایا جس کا نام انہوں نے شیث علیہ السلام رکھا۔حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ایک سو چار صحیفے نازل فرمائے جن میں پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے حضرت محمد بن

۱۔(عجائب القرآن وغرائب القران)

۲۔(قصص الانبیا ص56)

Marfat.com

اسحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کو بلایا اور وصیت کی انہیں دن اور رات کے اوقات بتائے اور ان میں کی جانے والی عبادت کے بارے میں آگاہی دی نیز فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ایک بہت بڑا طوفان بھی آئے گا۔ تمام اولاد حضرت آدم علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت شیث علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا وصال جمعہ مبارک کے روز ہوا وصال کے وقت فرشتے آپ کے پاس آئے ان کے پاس جنتی کفن اور خوشبو تھی حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کے بعد سات دن تک سورج اور چاند کو گرہن لگا رہا۔

مسند امام احمد میں حضرت ابن ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں ایک بوڑھے شخص کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟

تو انہوں نے بتایا کہ ابن ابی کعب ہیں۔

وہ فرما رہے تھے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ مجھے جنت کے پھل کھانے کی خواہش ہے بیٹے پھلوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ راستے میں ان کی ملاقات فرشتوں سے ہوئی جن کے ہاتھ میں کفن خوشبوئیں کلہاڑے بیلچے اور ٹوکریاں تھیں۔ فرشتوں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کیا تلاش کر رہے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہمارے والد بیمار ہیں اور جنت کے پھل کھانے کے خواہش مند ہیں فرشتوں نے کہا واپس چلے جاؤ تمہارے والد کا وقت وصال قریب آگیا ہے۔

Marfat.com

وہ واپس لوٹ گئے حضرت حوا علیہا السلام نے جب فرشتوں کو ان کے ہمراہ دیکھا تو حضرت آدم علیہ السلام کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ میں تم سے پہلے آیا ہوں تم میرے اور میرے رب کے فرشتوں کے درمیان حائل نہ ہو حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی انہیں غسل دیا گیا۔

کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی پھر ان کی قبر تیار کی گئی اور پھر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد انہیں قبر میں اتار دیا گیا۔

فرشتوں نے تدفین کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے کہا کہ تمہارے لئے تدفین کا طریقہ یہ ہے۔[1]

ا۔(قصص الانبیاء ص60)

Marfat.com

باب نمبر 2

پیدائش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ پاک کی صفات اور انسان ظلوم وجہول کی زبان گویا چھوٹا منہ بڑی بات ہے کہ اگر تمام جہان کے دریاؤں کی روشنائی بن جائے اور دنیا بھر کے درختوں کے قلم تراشے جائیں اور اللہ پاک کی حمد وثنا لکھنا چاہیں تو یہ سب سامان روشنائی وغیرہ ختم ہو جائیں لیکن اللہ پاک کی حمد وثنا ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔ ہمارے ہر طرف اللہ پاک موجود ہیں یعنی اول بھی آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی اللہ ہی اللہ موجود ہیں ان کی جتنی حمد وثنا بیان کی جائے وہ کم ہے۔

الحمد اللہ کہ اس نے اپنے پاک رسول اور پیارے پیغمبروں کو ہماری رہنمائی کیلئے مامور فرمایا جن کی ہدایت پرتو نے ہم کو سیدھی راہ سمجھائی جن کی رسالت کے جلووں نے ہمارے دل کے فانوسوں میں معرفت کی شمع چمکائی جس کی روشنی میں ہم نے اپنے آپ کو فانی اور اس کو باقی جانا جس کے اجالے میں ہم نے اپنے آپ کو بندہ اور اس کو معبود پہچانا جس کی وجہ سے ہم انسانوں کو یہ معلوم ہوا کہ کس کی عبادت کرنی ہے وہ کون ہے اور کیا ہے۔ جن کی دعاؤں کے صلے میں ایک نعمت عظمیٰ ہمارے ہاتھ آئی جن کی خوشخبری کے نتیجے میں ایک دولت بے زوال ہم نے پائی وہ نعمت عظمیٰ کہ جس کے صدقہ میں نور ایمان سے اور دولت بے زوال کہ جس کی بدولت متاع دین اسلام سے مالا مال ہو گئے وہ کون ہے؟

Marfat.com

بے مددگاروں کا مددگار، بے وسیلوں کا وسیلہ، بے بھروسوں کا بھروسہ، بے بسوں کا بس، بے کسوں کا کس، ٹوٹے دلوں کا سہارا، اللہ تعالیٰ کا پیارا، جس نے ہم گنہگاروں کو بنایا جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تمام رات یاد الٰہی میں نہ سونے والا ہم گنہگاروں کی خطاؤں پر زاروزار رونے والا، دونوں جہاں کا مختار، مدینہ کا تاجدار، جس کی وجہ سے شاہی قلعوں کے کنگرے گریں۔ جس کے اشاروں پر چاند سورج پھریں کسی نے کیا خوب بیان کیا:۔

دو ٹکڑے فلک پر چاند ہوا
ڈوبا ہوا سورج بھی پلٹا

اکثر چرندو پرند شجران کو سجدہ کرتے ہیں جن کو فرشتے جھولا جھلائیں جن کے در پر جبرائیل آئیں سب حورو ملک جن و بشر انہیں کا دم بھرتے ہیں کل کائنات میں انہیں کا ڈنکا بجا ہے اور بجے گا شفاعت کا تاج انہیں کے سر پر سجا ہے اور سجے گا برائی سے بھلائی اور بھلائی سے برائی کے یہی چھانٹنے والے، خدائی بھر کے سب ظاہری و باطنی خزانوں کے یہی بانٹنے والے ہیں۔ یہاں سوال یہ تھا کہ سب کام کرنے والا کون ہے؟ جن کو فرشتے جھولا جھلائیں اور جن کے در پر جبرائیل علیہ السلام آئیں اور سب حورو ملک جن و بشر انہیں کا دم بھرتے ہیں۔ وہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

Marfat.com

ایسی صورت نہ پیدا ہوئی ہے نہ ہو	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حسن کا خاتمہ ہو گیا
ہیں اسی ایک مشعل سے سب مشعلیں	جن سے روشن زمیں تا سما ہو گیا

کائنات کا سب سے پہلا جلوہ نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس تمام کائنات اور جملہ موجودات سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ حضرت ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ۔ اس نور سے اللہ پاک نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جا بس وہ ایک نور کا ستون ہو گیا اور اتنا بلند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا پھر سجدہ کیا اور الحمد اللہ کہا تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تیرا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا ہے اور تجھ سے خلق کی ابتداء اور پیغمبروں کی انتہا کروں گا۔ پھر اس نور کو چار حصوں پر بانٹ دیا گیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس کے دس حصے کیے۔ جن سے عرش وکرسی، لوح، قلم، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، جنت، دوزخ، زمین و آسمان، شجر و حجر، مخلوقات اور تمام موجودات بنے اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جا اے محمد حبیب میرا یہ سن کر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاد ہوا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طاؤس کی شکل میں پیدا کیا اور ہری زمرد کی قندیل میں رکھ کر شجرۃ الیقین میں لٹکا دیا۔ نو ہزار برس تک بعبادت معبود عالم میں مشغول رہا پھر اللہ پاک نے آئینہ حیا پیدا کر کے اس طاؤس کے مقابل کیا جس وقت اس طاؤس نے اپنی بے مثال صورت آئینہ میں دیکھی جو بہت خوب صورت تھی اتنا خوش ہوا کہ وجد میں آ گیا اور جھوما اور سر سجدہ معبود میں رکھ کر پانچ بار (سبحان ربی الا علی) کہا۔ .. .. .. پانچ وقت کی نماز فرض ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نور محمدی

Marfat.com

ہے اور الحمد اللہ کہتا تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ

آلہٖ وسلم جس طرح تم کو سب رسولوں پر

و تمام امتوں پر فضیلت اور بزرگی دوں

نعمتوں سے مالا مال کردوں گا اور فرمایا

موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ کہہ دو کہ بنی

لاقات کرے گا تو میں اس کو دوزخ میں

ن ہیں؟

رمایا!

سے زیادہ کوئی بزرگ پیدا نہیں کیا اور

م اپنے نام سے ملا کر عرش پر لکھا اور

نے سے پہلے اور مخلوقات پر بہشت کو

لون کون ہے؟ فرمایا بڑے حمد کرنے

و عبادت کریں اور میں ان سے تھوڑا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت میں اکٹھا کروں گا روایت میں ہے کہ اللہ پاک نے موسیٰ سے فرمایا کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو نور عطا کروں گا۔ ایک نور قرآن کریم کا دوسرا ماہِ رمضان المبارک کا اور دو تاریکیوں سے محفوظ رکھوں گا ایک تاریکی قبر اور دوسری تاریکی قیامت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھ کو تین چیزیں عطا کیں:۔

☆ اوّل میری امت کی جنت مشتاق ہوگی۔

☆ دوسری میری اُمت سے دوزخ پناہ مانگے گی۔

☆ تیسرے جو درود بھیجے گا مجھ پر اس کو فرشتے میرے پاس پہنچاتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا:

حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وہ امت کیونکر خراب ہوگی جس کے اول میں میں ہوں درمیان میں مہدی علیہ السلام اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام غرض یہ کہ اس امت نے بڑے بڑے مرتبے اور بڑی بڑی بزرگیاں پائی.

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

كنتم خير امة، اور یہ کس کا مقصد ہے، اسی پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا اللہ پاک شفیق، رحیم کریم ہے ویسا ہی اس کا حبیب شفیق رحیم و کریم ہے اور کیسا کریم، کیسا رحیم کہ کرم عام نے عذابوں کو ثواب بنا دیا ہے جس وقت اللہ پاک نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے پاس وہ مٹی لا جو زمین کا نوارانی دل ہے جبرائیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے فرشتگان جنت الفردوس و رفیق الاعلیٰ زمین پر آئے اور ایک مشتِ خاک مدینہ منورہ کے اس مقام

Marfat.com

حکم ہوا آدم علیہ السلام کی پشت میں اس امانت کو رکھ دو تو یہ نورانی امانت حضرت آدم علیہ السلام کے جسم خاکی کو عطا کی گئی۔

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا پتلا اس امانت سے ممتاز ہوا تو روح کو ارشاد ہوا کہ قلب آدم میں داخل ہو روح چونکہ نہایت نازک اور لطیف ہے بدن کے اندر اندھیرے کو دیکھ کر گھبرائی اور داخل ہونے میں کچھ تامل کیا تو حکم ہوا کے اے روح! آدم کی پیشانی کی طرف تو دیکھ جب روح نے آدم علیہ السلام کی پیشانی کی طرف دیکھا نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شیفتہ ہوگئی اور بے اختیار عاشق زار کی طرح ہزار جان و دل سے قالب میں داخل ہوئی۔

لکھا ہے کہ

روح کے داخل ہوتے ہی آنکھیں حضرت آدم علیہ السلام نے کھول دیں اور عرش پر جنت کے دروازوں پر اور ستونوں پر دیکھا کہ لکھا ہے:۔

: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ :

پھر جسم آدم علیہ السلام کا اس نور سے روشن ہوگیا فرشتے تعظیم کرنے لگے اور اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک سرخ یاقوت کے تخت پر بٹھایا جس کے سات سو پائے تھے پھر اس تخت کو جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرائیلؑ وعزرائیلؑ مقرب فرشتوں نے کاندھوں پر اٹھایا اور آسمانوں اور عجائبات جنت کی سیر کراتے پھرے اور سب سے بڑھ کر یہ توقیر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہیں کیا اور سر جھکانے سے انکار کر دیا اس پر اللہ پاک کو غصہ آیا اور جنہوں نے سجدہ تعظیمی کیا ان کو جداگانہ اکرام و انعام مرحمت فرمائے ان

Marfat.com

مقربین فرشتوں نے بڑے بڑے مراتب پائے یعنی کچھ اس تخت کے حامل ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام کو وحی پہچانے کی خدمت عطا ہوئی اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کی خصوصیات کا انعام ملا۔ غرض یہ کہ جو کچھ آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا فرمانبرداروں پر انعام الٰہی اور نافرمانوں پر غضب تھا وہ سب تعظیم نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبب تھا۔

روایت ہے کہ

جنت میں آدم علیہ السلام نے تنہائی سے گھبرا کر جناب باری میں یہ خواہش کی کہ میرا کوئی جوڑا پیدا کرتا کہ تنہائی کی وحشت دور ہو۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب آدم علیہ السلام سوئے تو ان کی بائیں پسلی چاک کی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک عورت خوبصورت پیدا ہوئی اور ایک لمحہ میں سب قدوقامت اس کا درست ہو گیا پھر اس پسلی کو فرشتوں نے ایسا ملایا کہ آدم علیہ السلام سوتے کے سوتے ہی رہے اور ذرا خبر نہ ہوئی جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا کہ نہایت خوب صورت ان کی جنس سے پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ہماری بندی ہے اور اس کا نام حوا علیہا السلام ہے یہ تمہاری وحشت کو دور کرنے کیلئے پیدا کی گئی ہے آدم علیہ السلام نے چاہا کہ بی بی حوا علیہا السلام کو ہاتھ لگائیں حکم ہوا ہے کہ اے آدم اس کو ہاتھ نہ لگانا جب تک اس کا مہر نہ ادا کر لو آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ اس کا مہر کیا ہے؟

ارشاد ہوا کہ

اس کا مہر یہ ہے کہ دس بار میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو۔ آدم

Marfat.com

علیہ السلام نے درود پڑھا فرشتے شاہد اور گواہ بنے اور بی بی حوا کا آدم علیہ السلام سے عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا ''مدارج النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت رب العزت نے آدم علیہ السلام کا نکاح حوا کے ساتھ کیا اور کلام قدوس سے پڑھا تو شیطان کو دشمنی ہوئی اور آدم کے دل میں وسوسہ ڈالا آخر جنت سے باہر نکالا زمین پر آکر طرح طرح کی مشقتوں میں مبتلا ہوئے۔

روایت ہے کہ

جب آدم علیہ السلام زمین پر آئے اور تین سو برس تک سر نیچے ڈالے رہے اور شرمندگی سے سر اوپر نہ اٹھایا اور آسمان کی طرف نہ دیکھا اور اس قدر روتے تھے کہ آنسو آنکھوں سے بند نہ ہوتے تھے لکھا ہے کہ اگر اشک تمام روئے زمین کے جمع کئے جائیں تو آدم کے اشک ان سے زیادہ ہوں غرضیکہ اس قدر آدم علیہ السلام نے گریہ وزاری کی کہ ان کے آنسوؤں سے ایک ندی جاری ہوگئی اور تمام چرند پرند اور جانوران کو پی کر کہتے تھے کیا ہی میٹھا پانی ہے حضرت آدم علیہ السلام یہ سن کر اور بھی زیادہ روتے تھے کہ میرے رونے پر جانور بھی ہنستے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا اے آدم یہ جانور سچ کہتے ہیں جو کوئی ہم سے ڈر کر اپنے گناہوں سے نادم ہو کر روتا ہے واقعی اس کے آنسو شہد سے زیادہ شیریں ہوتے ہیں۔اسی واسطے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

روایت ہے:

تین آنکھیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے انہیں نجات دے گا ایک وہ آنکھ جو خدا سے ڈر کر روئے، دوسری وہ آنکھ جو گناہ کی چیزیں نہ دیکھے، تیسری وہ آنکھ جو خدا کی عبادت کیلئے بیدار رہے۔

Marfat.com

جب آدم علیہ السلام تین سو برس تک روئے اور آہ وزاری حد سے زیادہ گزری تو دریائے فضل وکرم جوش میں آیا اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آدم کے پاس جاؤ اور اذان کہو پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور جہاں وہ سر جھکائے رو رہے تھے اذان کہنا شروع کی جس وقت اس کلمہ پر پہنچے

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ

آدم علیہ السلام نے آنکھیں کھول دیں اور نام کے سننے سے وحشت دور ہوئی۔ اطمینان حاصل ہوا اور یاد آ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام عرش بریں پر بھی لکھا ہوا ہے اس نام کے طفیل سے دعا کرنی چاہیے اسی وقت آدم علیہ السلام نے یہ عرض کیا سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے مجھے بخش دے۔ اسی وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتو! آدم ہماری درگاہ میں بڑا شفیع لایا ہے اب تعظیم کرو اس کی اور کہہ دو کہ ہم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت تمہاری خطا معاف کی لکھا ہے کہ بے شمار فرشتے اس وقت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے جسم سے گرد و غبار جھاڑتے تھے اور کہتے تھے اب کچھ غم نہ کرو۔ اے آدم: پھر اللہ پاک نے فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں سے جانا ابھی تو ہم نے ان کو پیدا ابھی نہیں کیا ہے آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوند جس وقت تو نے مجھے پیدا کر کے مجھ میں روح ڈالی تھی سر اٹھا کر عرش کی طرف دیکھا کہ پایوں پر لکھا ہوا تھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

پس میں نے جان لیا تھا کہ یہ اللہ نے اپنے نام سے اس کا نام ملا کر لکھا ہے جو اسے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم! تو نے بالکل سچ کہا۔ واقعی محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا حبیب ہے اور جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے سب اسی کے طفیل سے ہے اگر اس کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو کچھ بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی یہاں تک کہ تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اب ہم نے اس کے طفیل سے تیرا قصور معاف کیا اور قسم ہے اپنے عزت و جلال کی جو کوئی تیری اولاد سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑے گا اس کی خطائیں ہم معاف کر دیں گے اور اس کی مرادیں پوری کر دیں گے۔

روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا تو پیدائش کا سلسلہ جاری ہوا۔ عادت الٰہی اسی طرح ہوئی کہ حوا کے شکم مبارک سے ہر بار ایک بیٹا اور ایک بیٹی ساتھ پیدا ہوتے رہے لیکن جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ اکیلے پیدا ہوئے اس میں نکتہ یہ ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اور غیر کے درمیان مشترک نہ ہو دیکھے غیرت خداوندی نے اتنی شراکت بھی گوارا نہ فرمائی۔ دوسرے یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قد میں سایہ نہ تھا۔ روایت ہے کہ حضرت آدم سے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کہ جو ان کی پشت میں تھا عہد لیا گیا تھا کہ اس کی تعظیم و توقیر کرتے رہیں اور پاک عورتوں میں منتقل کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا اور فرشتے گواہ ہوئے اور جب آدم علیہ السلام کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث کو وصیت کی کہ جو تمہاری پشت میں نور ہے اسکی محافظت ضرور ہے اس نور مطہر کی تعظیم و توقیر میں قصور نہ ہونے پائے اور ارحام طیبہ وطاہرہ میں یہ نور پاک تفویض کیا جائے۔ چنانچہ وہ نور مبارک نیک مردوں اور نیک عورتوں میں منتقل کیا آدم سے شیثؑ اور ادریس نوحؑ، ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ کو ممتاز فرماتے ہوئے عبدالمطلب پھر ان سے عبداللہ میں آیا جس پشت میں یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتا تھا ایک جلوہ دکھاتا تھا یعنی آدم علیہ السلام کی خطا اس نور کی

Marfat.com

برکت سے معاف ہوئی حضرت شیث علیہ السلام کے جسم سے مشک کی خوشبو اسی نور پاک باعث سے آئی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اسی کے تصرف سے ترائی اللہ پاک نے ابراہیمؑ کی آگ کو گلزار اسی نور محمد سے بنایا۔ اسمعیلؑ کی جگہ جنت سے دُنبہ اسی نور کی بدولت آیا اور بغیر ذبح ذبیح اللہ اسی کے سبب سے کہلائے۔ عبدالمطلب کی دعا نے اسی نور کی بدولت قبولیت کے درجے پائے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر تمام بت منہ کے بل گرتے تھے اور پکارتے تھے کہ اے عبداللہ! ہمارے قریب نہ آ کیونکہ ہمارے مٹانے والے کا نور تجھ میں چمک رہا ہے وہ یہی نور تھا اور عبداللہ جو ہر شجر و حجر سے سلام کی آواز سنتے تھے وہ اسی نور کا ظہور تھا۔

بیان تھوڑے سے اُن کے کرامات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے ظاہر ہوئے:

روایت ہے کہ ایک دن عبداللہ صاحب نے اپنے باپ سے کہا کہ جب میں جنگل کی طرف جاتا ہوں تو ایک نور میری پیٹھ سے نکل کر دو حصہ ہو جاتا ہے۔ ایک مشرق کی طرف دوسرا پچھّم کو چلا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں آن کر بادل کی صورت بن جاتا ہے اور مجھ پر سایہ کرتا ہے پھر آسمان کو چڑھ جاتا ہے۔ دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں۔

جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے کہ حامل نُور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجھ پر سلامتی ہو اور جب میں سوکھے درخت کے پاس جاتا ہوں اُسی دم ہرا ہو کر مجھ پر سایہ کرتا ہے، جب میں وہاں سے اُٹھتا ہوں پھر اُسی وقت درخت

Marfat.com

خشک ہو جاتا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا اے بیٹا مبارک ہو تیری پُشت سے پیغمبروں کا سردار پیدا ہو گا۔ روایت ہے کہ ایک روز عبداللہ وہب زہری کے ساتھ شکار کو گئے۔ اچانک نوے سوار یہودی ہتھیار باندھے زہر بجھی تلواریں ان کے ہاتھ میں ملک شام کی طرف سے نمودار ہوئے۔ وہب زہری نے کہا۔ اس نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارا کوئی گناہ نہیں کیا مگر اس کے ایسا بیٹا ہو گا کہ اس کا دین سب دینوں کو موقوف کر دیگا۔ اِس لیے ہم نے چاہا کہ عبداللہ کو مار ڈالیں تو وہ شخص پیدا نہ ہو گا۔

تب زہری نے کہا تم سب بیوقوف ہو۔ اِتنا نہیں جانتے کہ پیدا کرنا اُس خدا کو منظور ہے تو تم اس کو کس طرح مار سکو گے؟ اتنے میں یکا یک ستر سوار غیب سے ظاہر ہوئے اور اُن یہودیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

یہاں تک کہ ایک دم میں سب کو مردار کر کے فی النار کیا۔ وہب زہری نے جب سے یہ کرامات دیکھی تو ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی کا نِکاح اِس سے کروں گا۔ پھر عبداللہ صاحب کو وہاں سے مکہ لے گئے۔

عبدالمطلب کو سارا حال بیان کیا اور پیغام بھیجا کہ میرا اِرادہ ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی عبداللہ کہ ساتھ کر دوں۔ عبدالمطلب یہ بات سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اِس لیے کہ وہ ہمیشہ اِسی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی لڑکی خوبصورت اور نیک بختی میں لاثانی ہو۔ سو یہ سب باتیں حضرت بی بی آمنہ میں موجود تھیں۔

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بارہ بھائی تھے۔ اور سب شجاعت، قوت اور حُسن و جمال میں مشہور نزدیک و دور تھے۔ لیکن حضرت عبداللہ ان سب میں ممتاز اور

Marfat.com

یکتائے روزگار تھے۔ان کے حسن و جمال کا چرچا اور صورت و سیرت کی دھوم تھی۔تمام اہل عرب ان کی محبت کا دم بھرتے تھے۔اور والدین بھی سب بیٹوں سے زیادہ حضرت عبداللہ کو چاہتے تھے۔جس وقت عبداللہ مکہ کے بازاروں میں سے گزرتے تھے۔تمام عورتیں شہر کی جو بہت خوبصورت تھیں۔وہ سب حضرت عبداللہ پر جان و مال سے فِدا ہوتی تھیں اور ہر ایک اُن سے نکاح کی آرزو رکھتی تھی۔جب حضرت عبدالمطلب کو یہ بات معلوم ہوئی تو ہمہ تن ان کے نکاح کی فکر میں مصروف ہو گئے اور زیادہ جستجو/خواہش تھی کہ جولڑکی قریش کے حسب نسب،صورت وسیرت میں خُوب تر ہو وہ ان کے نِکاح میں لائی جائے۔چنانچہ وہب زہری کی لڑکی بی بی آمنہ خاتون صورت وسیرت میں لاثانی اور آثارِ سعادت اُنکے نورانی چہرے سے عیاں تھا۔

اہلِ تحقیق لکھتے ہیں: کہ اللہ پاک نے اس وقت یہ انتظام واہتمام فرمایا کہ مکہ میں جتنے مرد تھے ان میں سے حضرت عبداللہ کو اور جتنی لڑکیاں تھیں ان میں سے بی بی آمنہ خاتون کا انتخاب فرمایا تھا۔کہ یہی دونوں میرے محبوب کے ماں باپ بنیں۔

روایت ہے کہ عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے نکاح کا پیغام بعض احباب کے ہاتھ وہب زہری کے گھر بھیجا۔وہب زہری بہت خوش ہوئے۔اب مہر کی شرطیں وغیرہ باہم خوشی خوشی طرفین نے منظور کیں۔غرضیکہ یہ رِشتہ دونوں طرف پسند ہوا۔عبدالمطلب نے وقت مقررہ پر دوست احباب کو جمع کیا اور نکاح کیا اور بی بی آمنہ خاتون کو بیاہ کر گھر لائے۔پہلے ایک چاند روشن تھا۔اب گھر میں دو چاند روشن ہو

Marfat.com

گئے۔ لکھا ہے کہ عبداللہ کے ماں باپ کبھی اپنے بیٹے کی صورت دیکھتے اور کبھی اپنی بہو کو دیکھ کر شکر خدا بجالاتے تھے کہ خدا نے جیسا بیٹا عطا کیا تھا ویسی ہی بہو عنایت کی۔

روایت ہے کہ جس دن نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت بی بی آمنہ کو عنایت ہوا بارہویں جمادی الاخری شب جمعہ تھی۔ اس شب کو جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرف بزرگی بخشی وہ بے انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی خیر و برکت اہل عالم پر نازل فرمائی کہ شبِ قدر سے اس شب کو بہتر سمجھو اور افضل جانو تو زیبا ہے۔ اس رات کو جنت کے مہتمم کو حکم ہوا کہ تمام جنت کے دروازے کھول دے کے ہمارا حبیب ماں کے شکم مبارک میں آیا ہے اور عالم ملکوت جبروت میں یہ حکم سنایا گیا کہ تمام مُقدس مقاموں کو معطر کرو اور اطراف و سماوات میں خوشبو بساؤ، چاروں طرف نور کی شمعیں روشن ہوں، سارا جہاں خوشبو سے مہک جائے۔ عرش و کرسی یہ خوش خبری سُن کر مارے خوشی کے جھومنے لگے اور فرشتوں میں مبارکباد دینے لگے۔

پس آمنہ خاتون کے حمل کی خبر سُن کر تمام چوپائے خوش ہوئے اور بشارت دی گئی مشرق اور مغرب کے وحشی جانوروں، چرند پرند اور دریائی جانوروں کو اور آپ کی والدہ کو خواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی اُن سے کہتا ہے کہ تیرے پیٹ میں سردار تمام عالم اور بہتر ہے ساری خلقت سے اور جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکھنا اس لئے کہ انجام نیک ہے۔ پھر حکم ہوا جبرائیل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک علم سبز محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لے کر دُنیا میں جاؤ اور اس علم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور منادی کرو کہ آج رات نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت آمنہ مشرف ہوئی ہیں اور اہلِ زمین خوش ہو اور فخر کرو کہ دونوں جہاں کے سردار حبیب اللہ محمدی

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

لکھا ہے کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت ہونے سے پہلے اہلِ قریش بسبب خشک سالی کے قحط کی مصیبت میں مبتلا تھے تمام درخت سوکھ گئے تھے، سبزہ تک زمین پر دکھائی نہ دیتا تھا۔ سب آدمی اور جانور دبلے ہو گئے تھے، پریشانی ہی پریشانی تھی۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدہ کے شکم میں رونق افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خوب پانی برسایا، تمام خشک درخت سرسبز وشاداب ہوئے اور قسم قسم کے اناج کی فصل نہایت عمدہ ہوئی، جانور سب موٹے ہو گئے، مویشی بکثرت دودھ دینے لگے۔ اس سال ایسا چین وآرام اہلِ عرب کو ہوا کہ اِس برس کا نام رکھا فرحت اور خوشی کا سال غرضیکہ اِس وقت عجب بہار تھی۔

ابن جوزی بیان کرتے ہیں اپنی کتاب " المیلاد النبی " میں صرف ترجمہ لکھتی ہوں کہ آپ لکھتے ہیں کہ جس وقت شب کو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ کو عنایت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اے عرش! انوار کے برقعے پہن لے۔ اے کرسی! فخر کی چادریں اوڑھ لے، اے جنت کی حورو! جنت کی کھڑکیوں میں آراستہ ہو کہ بیٹھو۔ اے فرشتو! نور کے پٹکے باندھ کر عرش کے گرد کھڑے ہو جاؤ۔ اے بہشت کے داروغہ! جنت کے دروازے کھول دے۔ اے دوزخ کے داروغہ! جہنم کے دروازے بند کردے کہ ہمارے محبوب اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کے شروع سے چھ مہینے تک مجھے کوئی علامت حمل کی ظاہر نہیں ہوئی جو عموماً اور عورتوں کو اس حالت میں گرانی

Marfat.com

یا بار معلوم ہوا کرتا ہے۔ بلکہ جس قدر ولادت شریف کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا۔ آثارِ فرحت و سرور بڑھتے تھے۔ اور طبیعت کو انبساط و شگفتگی ہوئی تھی اور سب سے زیادہ میری عزت و توقیر یہ ہوئی کہ مہینے میں ایک ایک پیغمبر آئے تھے اور خوشخبری سناتے تھے۔ یعنی کہ پہلے مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے آمنہ! تمھارے شکم مبارک میں وہ صاحب عزت تعظیم ہے جو سارے عالم کا بزرگ ہے اور دوسرے مہینے میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تمھارے شکم میں فرزند ہے جو صاحب نصرت فتوح ہے۔ تیسرے مہینے حضرت ادریس علیہ السلام اور چوتھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پانچویں میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، چھٹے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، ساتویں میں حضرت داوٗد علیہ السلام، آٹھویں میں سلیمان علیہ السلام اور نویں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سب نے طرح طرح کے فضائل کے ساتھ خوشخبری سنائی۔

روایت ہے کہ چاند کے حساب سے نو مہینے پورے ہوئے اور وقت آپکی پیدائش کا قریب آیا تو آپکی والدہ کے پاس بہت سی عورتوں کے ساتھ حضرت بی بی آسیہ اور حضرت بی بی مریمؑ عالمِ اقدس سے حاضر ہوئیں اور بہت سی حوریں ان کے ساتھ تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ فرماتی ہیں:۔

کہ اس وقت مجھے کچھ پیاس محسوس ہوئی۔ اُسی وقت ایک نورانی فرشتہ میرے پاس آیا اِس کے ہاتھ میں شربت کا گلاس بھرا ہوا تھا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور اس میں گلاب سے زیادہ خوشبو

Marfat.com

آ رہی تھی۔ ہاتھ میں دیا اور کہا اسے پی لو۔ یہ جنت سے تمھارے لیے شربت آیا ہے۔ چنانچہ خوب سیر ہو کر پیا، پھر کہا اور پیو میں نے اور پیا اس وقت تشنگی رفع ہوئی اور سکون حاصل ہوا۔

آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں:۔

کہ پیدائش کہ وقت تمام گھر میں اُجالا ہو گیا، ہر در و دیوار پر نُور ہی نُور نظر آتا تھا۔ ایک نورانی چادر زمین سے آسمان تک نظر آ رہی تھی۔ تین علم مشرق و مغرب و بامِ کعبہ پر معلوم ہوئے۔ اور جس وقت آپ پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اُتریں، ایک بی بی حوا، دوسری بی بی آسیہ، تیسری بی بی سارہ، چوتھی بی بی ہاجرہ۔ ایک کے پاس سونے کا طبق، دوسری کے پاس زمرد کا لوٹا، تیسری کے پاس سفید حریر اور چوتھی کے پاس بہشتی عطر دان۔ چاروں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہلایا اور حریر سفید پہنایا اور بہشتی عطر لگایا، جس سے سارا مکان مہک گیا۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں:۔

کہ میں نے گود میں لیا آپ کو تو آپ اس وقت میری گود سے اترے اور سجدے میں جا کر عرض کرنے لگے،

صرف ترجمہ بیان کرتی ہوں۔

یا اللہ میری اُمت کو بخش دے، یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ غیب سے آواز آئی، بخش دیا تجھ کو، تیری امت سبب تیری بلند ہمت کے حکم ہوا گواہ رہو اے فرشتو! کہ میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش کے وقت بھی اپنی امت کو نہیں بھولا پھر قیامت میں کیوں کر بھول جائے گا۔ مسلمانو! قربان ہو جاؤ اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس

Marfat.com

نے دنیا میں آتے ہی ہماری نجات و بخشش کی فکر کی۔

غریبوں کے آقا	یتیموں کے والی
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے ہیں	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے ہیں

روایت ہے کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین پر ایک نور تھا اور عجیب شاہانہ ظہور تھا ہر مذہب وملت میں جو اپنی قوم کا عالم اور ہادی تھا وہ اپنے اپنے طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں دیتا تھا۔ یعنی اہل کتاب اپنی کتاب سے اور نجومی ستاروں کے حساب سے کاہن لوگ اپنے ضوابط و آئین سے اصحاب فال اپنے قوانین سے۔

روایت ہے کہ بی بی صفیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت میں حاضر تھی اس وقت تمام گھر روشن ہو گیا اور اسکی روشنی میں چھ چیزیں عجیب وغریب دیکھیں۔

☆ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔

☆ دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور چراغ کے نور پر غالب تھا۔

☆ تیسرے یہ کہ میں نے چاہا کہ آپ کو نہلاؤں غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ! یہ پاک وصاف ہیں تم تکلیف نہ کرو۔

☆ چوتھا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے۔

☆ پانچویں یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان میں ستارہ روشن

Marfat.com

کی طرح ایک مہر چمکتی ہوئی دیکھی جس پر نورانی خط میں لکھا تھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

☆ چھٹے یہ کہ آپ ﷺ نے بہت فصاحت کے ساتھ شہادت کی انگلی اٹھا کر یہ فرمایا:

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ

روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب آپ کے دادا فرماتے ہیں کہ اس وقت میں کعبہ شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ کعبۃ اللہ اپنی جگہ سے ہلا اور جھوما پھر چار دیواری کے ساتھ جھکا اور مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور اپنی جگہ دیواریں کھڑی ہو گئیں اور دیواروں سے یہ آواز تکبیر بلند ہوئی اللہ کے مقبول محمد ﷺ پیدا ہوئے جس نے ان کی زیارت کی اس کیلئے سعادت ہے اور اپنی مراد کو پہنچا پھر حضرت عبدالمطلب نے کوہ صفا کی طرف نگاہ کی تو وہ بھی کبھی بلند کبھی پست مارے خوشی کے ہوتا تھا اور کوہ مروہ کی طرف دیکھا تو وہ بھی جوش مسرت سے اس کی طرف مضطرب تھا اب یہ غیب کی آوازیں سن کر اور یہ کیفیات عجیب وغریب دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑے تھے کہ ایک آدمی گھر سے بلانے آیا اور کہا کہ اے مکہ کے سردار! بشارت ہو تم کو تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے کہ جس کے نور سے تمام مکان روشن ہو گیا اور خُوشبو سے بس گیا اور مکہ کی گلی گلی چمک گئی اور مہک گئی حضرت عبدالمطلب یہ سن کر خوشی خوشی مکان کی طرف تشریف لائے اور حضرت آمنہ سے پوچھا کہ میں اس واقعہ سے حیران ہوں۔ خیال کیا کہ شاید خواب دیکھتا ہوں لیکن نیند کا اثر آنکھوں میں بالکل بھی نہیں اس لیے اس طرف آیا کہ یہ بات سچ ہے یا میرا خواب وخیال ہے۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ یہ

Marfat.com

سب سچ ہے اور جو عجائبات نظر سے گزرے تھے وہ سب بیان کیے تو حضرت عبدالمطلب نے بکمال شوق سے دیکھنا چاہا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ ابھی آپ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے کہ جب تک تمام فرشتے ان کی زیارت سے مشرف نہ ہو لیں اس وقت تک کسی کو اجازت نہ ہوگی یہ سن کر حضرت عبدالمطلب ناخوش ہونے لگے ناچارہ حضرت آمنہ نے اس طرف اشارہ کیا جہاں آپ جلوہ فرماتے تھے عبدالمطلب نے اس طرف قدم بڑھایا فوراً ایک شخص غیب سے تلوار کھینچ کر سامنے آیا اور سخت آواز سے دھمکایا کہ عبدالمطلب ڈر کر کانپنے لگے اور الٹے ہٹ آئے ہر چند یہ ماجرا قریش سے بیان کرنا چاہا لیکن زبان نے کام نہ دیا مجبورا! چپ رہے۔

روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس نے پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے ہاتھوں پر حضرت کو لیا وہ میں تھی آپ نے اسی وقت الحمد اللہ فرمایا اس کے جواب میں غیب سے یرحمک اللہ کہا اور اسی وقت ایک نور ایسا چمکا کہ اس کی روشنی میں ملک شام کے شاہی محل نظر آئے۔

روایت ہے کہ عثمان ابی العاص رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمہ سے کہ آپ کی پیدائش کے وقت میں وہیں تھی میں نے ایک ایسا نور دیکھا کہ تمام گھر اس سے روشن ہو گیا اور ستارے آسمان سے اتنے جھکے میں سمجھی کہ اب زمین پر گر پڑیں گے۔

روایت ہے سفیان بذلی سے کہ اس رات ہمارا قافلہ ملک شام کی راہ میں تھا سب نے دیکھا کہ ایک سوار زمین و آسمان کے درمیان میں تھا اس نے کہا اے سونے والوں اٹھ بیٹھو کہ یہ وقت سونے کا نہیں ہے کیا نہیں جانتے ہو کہ اس وقت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہور اجلال فرمایا اسلام کا ستارہ چمکا اور کفر کی تاریکی دور ہوئی

Marfat.com

جب مکہ میں سب اپنے گھر واپس آئے تو معلوم ہوا کہ عبدالمطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

روایت ہے کہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ پیدا ہوتے ہی ایک سفید ابر کا ٹکڑا نورانی آسمان سے زمین پر اترا کہ جس میں آوازیں آدمیوں اور گھوڑوں کی آتی تھیں۔ وہ بادل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے پاس سے اٹھا کر لے گیا اور کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ سیر کراؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمین کی اور مشرق ومغرب کی طرف پھراؤ اور انبیاء کی پیدائش کے مقامات میں لے جاؤ اور آدمیوں اور فرشتوں اور جانوروں وغیرہم سب پر ظاہر کروتا کہ ان کا نام اور صورت پہچانیں اور کوئی پکارنے والا پکارتا تھا کہ ان کی کنجیاں نبوت اور نصرت اور خزانہ عالم کی اخلاق سب پیغمبروں کے دو۔

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ بعد میں ایک ساعت آپ کو میرے پاس لائے اور غیب سے آواز آئی کیا خوب کیا خوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا پر مقرر ہوئے اور کوئی مخلوق ایسی باقی نہ رہی کہ جو آپ کے قبضہ سے باہر ہو اور جو کمالات ظاہری وباطنی سب انبیاء کو الگ الگ عنایت ہوئے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں موجود ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک نے تمام مخلوقات میں سے بنی آدم کو اشرف وافضل بنایا اور ان سب سے مومنین وصالحین اور اولیا اور انبیاء کو انتخاب کیا اور ان کل میں سے جناب احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھانٹ لیا۔ ازل سے اب ابد تک تمام خوبیوں کی خوشبو سے مہکتا ہوا کوئی ایسا پھول گلشن کائنات میں کھلا ہے نہ کھلے گا۔

جب باغ جہاں کے مالی نے دیکھی بھالی پھولوں کی
اک پھول کو اس میں چھانٹ لیا تھیں جتنی ڈالی پھولوں کی

Marfat.com

اک پھول کو اس میں چھانٹ لیا تھیں جتنی ڈالی پھولوں کی
وہ پھول عرب کے گُلشن کا سب پھولوں سے خوشبو والا
جس نے کھل کر اس عالم میں اک شان نکالی پھولوں کی
اس گُل کا نام محمد ہوا جس سے تازہ اسلام ہوا
شاخ اس نے کاٹی کانٹوں کی بیل اس نے ڈالی پھولوں کی
اس کی ہی مہک سے مہکی ہے اس کی ہی چمک سے چمکی ہے
ہے جتنی نکہت غنچوں کی ہے ڈالی جتنی پھولوں کی
جنت سے اسے نسبت کیا ہے یہ میرے گُل کا روضہ ہے
یا رنگ جدا ہے پتوں کا یا شان نرالی پھولوں کی
رشک جگر کے زخموں کو حسرت ہے دل کے داغوں کو
روضہ پہ شہ کے چڑھتے ہیں کیا شان ہے عالی پھولوں کی
طیبہ کا مالی کہلاؤں روضہ پہ چڑھانے کو آؤں
اک ہاتھ میں گجرا پھولوں کا اک ہاتھ میں ڈالی پھولوں کی
یہ مداح سرائے حضرت ہے اس سے اس کو کیا نسبت ہے
ابن آدم متوالا ہے مولیٰ کا بلبل متوالی ہے پھولوں کی

واقعات رضاعت:

اس میں سب کا اتفاق ہے کہ سات دن آپ کی والدہ نے دودھ پلایا پھر چندروز ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے دودھ پلایا اور آپ کی کھلائی مقرر ہوئی اور یہ وہی لونڈی ہے کہ جس کو ابولہب نے مثردہ ولادت شریف اس سے سن کر آزاد کیا تھا اور کہہ

Marfat.com

روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا اے دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا بعد مرنے کے کیا حال ہے۔ ابولہب نے بیان کیا کہ ہمیشہ سخت عذابوں میں مبتلا رہتا ہوں لیکن پیر کی رات کو ان دو اگلیوں سے دوزخ میں پانی پینے کو ملتا ہے جن سے میلاد محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کا اشارہ کیا تھا اور میرے عذابوں میں کمی ہو جاتی ہے اور اس رات مجھے ایسی راحت نصیب ہوتی ہے کہ پچھے دنوں کا عذاب بھول جاتا ہوں۔

مسلمانوں! ذرا انصاف کرو کہ جب ایسا کافر دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس کی مذمت کا کلام اللہ پاک گواہ ہے میلاد محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں عذاب سے نجات پائے تو جو مسلمان کے جان و مال اس میلاد شریف کی خوشی میں صرف کرے وہ اللہ پاک کے انعام و اکرام اور عطیات سے محروم رہ سکتا ہے ثوبیہ کے بعد یہ دولت ابدی وسعادت حضرت حلیمہ سعدیہ کو عطاء ہوئی۔

حلیمہ سے روایت ہے کہ جب آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ایک رات ہمارے قبیلہ میں غیب سے آواز آئی کہ اے بنی سعد کی عورتو! خبردار ہو اللہ پاک نے برکت نازل فرمائی ہے کہ ایک لڑکا قریش میں پیدا ہوا ہے اور وہ دن سورج کا اور رات کا چاند ہے دوڑو اور جلدی کرو اور اس دولت کو لے لو خوش تقدیر وہ عورت جو اس کو دودھ پلائے۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میرے قبیلہ کی عورتوں نے جو سنا تو اپنے خاوندوں کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئی اور جلد جلد اپنی سواریوں کو تیز ہانکنے لگیں۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں بھی ساتھ روانہ ہوئی مگر میری اونٹنی نہایت

Marfat.com

ضعیف اور سُست تھی لیکن وہ آہستہ آہستہ چلتی تھی اس وجہ سے میں پیچھے رہ گئی جب میں مکہ پہنچی تو دیکھا کہ میرے قبیلہ کی عورتیں جو مجھ سے پہلے پہنچ چکی تھیں اُنھوں نے قریش کے لڑکے جو سب سرداروں اور مالداروں کے تھے لے لیے اور میں نے ہر چند تلاش کی مگر کوئی لڑکا مجھ کو نہ ملا تو میں نہائت رنجیدہ اور غمناک بیٹھی تھی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک مرد بڑی شان والے جن کے چہرے سے سرداری ظاہر ہوتی تھی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ آدمیوں نے کہا مکہ کے سردار اعبدالمطلب ہیں پھر عبدالمطلب نے باآواز بلند کہا:

"اے بنی سعد کی عورتو! کوئی باقی ہے جو ہمارے پوتے کو لے"

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں جلدی سے بول اُٹھی میں باقی ہوں۔انھوں نے میرا نام پوچھا تو میں نے کہا "حلیمہ"، تو بولے اے حلیمہ!

"میرا ایک پوتا ہے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "

بنی سعد کی عورتوں نے اسے یتیم جان کر نہیں لیا تُو اسے لے لے۔حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں ان کے ہمراہ مکان میں گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک بی بی کا چہرہ جیسے چودہویں رات کا چاند ہو بیٹھی ہیں معلوم ہوا کہ وہ آپ کی ماں ہیں حضرت عبدالمطلب نے میرا حال بیان کیا سُن کر نہایت خوش ہوئیں اور بہت تعظیم کی اور اس مکان میں لے گئیں جہاں حضرت آرام فرماتے تھے ہرے ریشم کا بچھونا تھا اور سفید ریشم کا رومال اُوڑھے سو رہے تھے اور اس نورانی جسم میں سے خوشبو مہک رہی تھی۔

جس وقت میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال باکمال پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور چاہا کہ جگاؤں قریب ہو کر اپنا ہاتھ آہستہ سے سینہ مبارک پر رکھا آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں کھول دیں اور میری طرف دیکھ کر مُسکرائے میں نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر گود میں اُٹھالیا اور اپنی داہنی طرف سے دودھ پیش کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا پھر میں نے چاہا کہ بائیں جانب کا بھی پلاؤں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں پیا اور اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیا۔

روایت ہے کے بی بی حلیمہ آپ کو لے کر تین دن مکہ میں رہیں پھر رخصت ہوئیں جب اپنے مقام پر آئیں اور ان کے شوہر نے حضرت کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکرادا کیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ ہمارا قافلہ روانہ ہوا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر میں بھی چلی تو اونٹنی پر آگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیا اور پیچھے شوہر کو بیٹھا کر قصد کیا تو اونٹنی نے کعبہ کی طرف سجدے کیے اور چستی سے چلی کہ سب ساتھیوں کی سواریاں پیچھے رہ گئیں یہ حال دیکھ کر سب قبیلہ والیاں کہنے لگیں کہ اے حلیمہ یہ کیا بات ہے کہ آتے وقت تو تیری اونٹنی چل بھی نہیں سکتی تھی اور اب یہ سب سے آگے آگے جاتی ہے اور اب تو تیری اونٹنی کی کچھ اور ہی شان معلوم ہوتی ہے اب خدا کی قدرت دیکھے کہ وہ اونٹنی بولی اور کہنے لگی قسم خدا کی میرے اوپر خاتم الانبیاء حبیب پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہیں۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میرے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اے حلیمہ سعدیہ !اب تیرے نصیب جاگ گئے کیونکہ تیری گود میں حبیب خدا احمد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں

جو تمام مخلوقات جن و بشر کے سردار ہوں گے اور ان کی سب کائنات

Marfat.com

فرمانبردار ہوگی اور کہتی ہیں کہ جس منزل میں جا کر قیام کرتی ہیں آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس مقام کی گھاس اور درختوں کو سرسبز وشاداب کردیتا ہے جب میں گھر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم کی برکت سے میرے گھر میں اور بستی میں بہت برکت ہوئی اور میری بکریاں کثرت سے دودھ دینے لگیں۔ اور میرے سب جانور موٹے تازے ہو گئے جب میری قوم نے یہ حال دیکھا تو اپنی بکریوں کو ساتھ چرانے لگے اور میری یہاں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کا دھوون لے جا کر اپنے جانوروں کے حوضوں میں ڈالنے لگے تو ان کے جانور بھی موٹے تازے ہو گئے۔ اور کثرت سے دودھ دینے لگے اور میرے قبیلہ کی بکریاں اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتی تھیں اور پاؤں مبارک کو چومتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے سب کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ڈال دی جس کسی کو کوئی بیماری ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اپنے جسم پر لگا تا مرض ٹھیک ہو جاتا اور جس جگہ ہاتھ کو لگاتے تو خوشبو آنے لگتی۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ جس روز سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے مجھے چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور سے مکان روشن رہتا تھا اور جب کبھی اندھیری کوٹھڑی میں جانے کی ضرورت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لے جاتی تو کوٹھڑی روشن ہو جاتی اور جو چیز مجھے لینی ہوتی بے تکلف اس نور کی روشنی میں لے آتی اور جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ بستر پر پیشاب یا پاخانہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر پر پیشاب یا پاخانہ نہیں کیا اور ہمیشہ نجاست سے کپڑے پاک رہے اور جب میں چاہتی کہ حضرت کا منہ دھلاؤں تو خود بخود غیب سے صاف ہو جاتا مجھے نہلانے دھلانے کی حاجت نہ ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھنے کا

Marfat.com

یہ حال تھا کہ ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے ایک مہینے میں اتنا بڑھتے تھے۔ اور مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا بڑھتے تھے کہ اور لڑکے ایک برس میں اتنا بڑھتے تھے اور پانچویں مہینے اپنے پاؤں کی قوت سے اچھی طرح چلنے پھرنے لگے اور نویں مہینے میں تمام کلام کرنے لگے اور پھر نہایت عقلمندی کی باتیں فرمانے لگے کہیں لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو منع فرماتے اور اگر لڑکے کھیلنے کے لئے کہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کھیلنے کے لئے تو نہیں پیدا فرمایا اور بچپن ہی سے یہ عادت تھی کہ جو چیز اُٹھاتے وہ سیدھے ہاتھ میں اور بسم اللہ کہہ کر اُٹھاتے اور تمام شجر و حجر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے تھے۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ کبھی چاند سے باتیں فرماتے تھے اور جس طرف انگلی سے اشارہ کرتے تھے چاند اسی طرف پھر جاتا تھا فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے۔

روایت ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں ایک دن آپ نے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ بھائی دن کو گھر میں نہیں رہتے حلیمہ بولیں دن کو بکریاں چرانے جایا کرتے ہیں فرمایا کل سے ہم بھی بکریاں چرانے جایا کریں گے حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ کے کمالات بابرکات دیکھ کر بے حد محبت ہو گئی تھی یہ چاہتی تھیں کہ ایک گھڑی جدا نہ ہوں اس لیے بہلاتی تھیں اور پیارے الفاظ سے آپ کو لوریاں دے کر سلاتی تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور نہ فرمایا اور حضرت حلیمہ کو دل شکنی بھی پسند نہ ہوئی اور آپ کا ننھا ہاتھ دھویا بالوں میں کنگھی کی سرمہ لگایا کپڑے سفید پہنائے اور ایک ہار مہرہ یمنی کا نظر بد کے خیال سے گلے میں ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت وہ ہار نکال کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا حافظ حقیقی میرے ساتھ اور نگہبان ہے پھر آپ عصا لے کر بھائیوں کے

Marfat.com

ساتھ ہو لیے اور جنگل میں آبادی کے قریب ہی بکریاں چرانے میں مشغول ہوئے دو پہر کے وقت بیٹا حلیمہ سعدیہ کا دوڑتا روتا بدحواس گھر میں آیا اور کہا کہ اے اماں بھائی کی جلد چل کر خبر لے شاید ہی ہے کہ تو اس کو زندہ پا سکے۔

حلیمہ یہ سن کر گھبرائیں اور کہا پورا حال بیان کرو۔ اس نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ جنگل میں تھے کہ دو آدمی آئے اور ان کو اٹھا کر لے گے اور پہاڑ پر لے جا کر ان کا پیٹ چاک کیا اور آگے کا کچھ حال مجھے نہیں معلوم کہ کیا گزرا۔ یہ سن کر حلیمہ اور اس کا شوہر سخت حیران و پریشان ہوئے اور دونوں پہاڑ کی طرف دوڑے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پہنچے تو درست و سالم پایا اور دیکھا کہ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور چہرہ مبارک متغیر ہو رہا ہے۔ حلیمہ کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا حلیمہ دوڑ کر لپٹ گئیں اور خوب پیار کیا۔ اور ماجرا دریافت کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے مادرِ مہربان!

میں بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں کھڑا تھا کہ دفعتاً دو شخص ہیبت ناک صورت سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے کہتے ہیں کہ وہ جبرائیلؑ اور میکائیلؑ تھے۔ بھائیوں کے پاس سے مجھے پہاڑ کی طرف اٹھا لائے۔ ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشتِ زمردیں تھا کہ جو برف سے لبریز تھا ایک نے بہ لطف و مہربانی تکیہ دے کر میرا سینہ ناف تک چاک کیا۔ اور میں دیکھتا تھا کہ کچھ درد والم مجھے معلوم نہیں ہوا۔ پھر پیٹ میں ہاتھ ڈال کر آنتیں نکالیں اور برف کے پانی سے دھو کر اپنی جگہ پر رکھ دیا پھر دوسرا شخص اپنے ساتھی سے بولا کہ بس ہٹ جاؤ۔ اب جو حکم میرے لیے ہے اس کی تعمیل کروں اس نے بھی میرے پیٹ میں ہاتھ ڈالا

Marfat.com

اور میرے دل کو اپنے مقام سے نکالا اور چاک کر کے ایک نقطہ سیاہ خون آلودہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا اے حبیب اللہ کے یہ شیطان کا حصہ ہے آپ کے دل کو اس سے پاک اور نور ایمان سے بھر کر اپنے مقام پر رکھ دیا اور ایک نورانی خاتم سے مہر کی اور ہاتھ میر سینے کے شگاف پر پھیرا جس کا اثر میرے جسم کی رگوں اور جوڑوں میں اب تک معلوم ہوتا ہی اور شگاف فوراً بھر گیا اور سینہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ایک خط سینہ سے ناف تک باقی تھا۔

بی بی حلیمہ آپ کو پہاڑ سے گھر لے گئیں اور یہ ارادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ پہنچا دیا جائے۔حلیمہ کہتی ہیں کہ رات کے وقت غیب سے آواز آئی کہ اب خیر و برکت بنی سعد سے جاتی ہے اور بطحائے مکہ تجھے خوشخبری ہو کہ نور اور روشنی تجھ میں پھر آ رہی ہے القصہ آپ کو مکہ پہنچا دیا حضرت عبدالمطلب آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حلیمہ کے ساتھ کمال احسان وانعام واعزاز سے پیش آئے اور اس قدر مال وزر دیا کہ مالا مال کر دیا۔لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ پھر دوبارہ خدمت میں حاضر ہوئیں ایک دفعہ نبوت سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے زمانہ میں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بہت کچھ دے کر رخصت کیا اور دوسری بار جنگ حنین کے دن۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اپنی چادرِ مبارک کا ان کیلئے بچھونا کیا اور بہت احسان اور بخشش کی پھر حضرت حلیمہ اپنے خاوند اور لڑکیوں سمیت مسلمان ہوئیں۔

حُلیہ شریف:

خلقت تمام اعضائے رئیسہ مبارک کی اعتدال پر تھی اور اعضا کا اعتدال

Marfat.com

مزاجِ اقدس کے اعتدال پر دلالت کرتا ہے قد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا میانہ گویا بوستانِ لطافت کا ایک نہایت زیبا نونہال ہے اور اس میں معجزہ یہ تھا کہ جب سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لاتے تو سب آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ میں پست نظر آتے اور جب تنہا ہوتے تو میانہ قد معلوم ہوتے اور جب سب کے بیچ بیٹھتے تو آپ کے مونڈھے سب سے بلند ہوتے دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قد مبارک کا سایہ نہ تھا چاندنی میں نہ سورج کی دھوپ میں سر آپ کا بڑا تھا لیکن اس قامت زیبا پر نہایت موزوں اور خوشنما تھا۔ بال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھونگر والے اور نورانی ایسے تھے کہ چمکتے تھے اور خوشبو آتی تھی اور ایک معجزہ بالوں کا یہ بھی ہے کہ اگر انھیں دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفاء پاتے تھے۔

پیشانی ایسی نورانی تھی کہ جیسی اندھیری رات میں چاند روشن ہو چہرہ انور آپ کا صاف وشفاف اور روشن تھا کہ ہر چیز کا عکس اس میں معلوم ہوتا اور گول تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسولِ خدا حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خوبصورت کوئی شے نہیں دیکھی گویا آفتاب کا نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ میں جاری ہو رہا ہے اللہ اللہ آپ کے حُسن و جمال کو دیکھ کر دل بے تاب ہو جاتے تھے نگاہیں تڑپ جاتی تھی۔

اک میں ہی نہیں سب ہیں تیرے چاہنے والے
اللہ بھی حوریں بھی فرشتے بھی بشر بھی

Marfat.com

باب نمبر 3

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک:

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر لحاظ اور ہر انداز سے مکمل و کامل اور اجمل و احسن بنا کر پیدا فرمایا اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر حسن و جمال ہر فضیلت حسنہ کر کے کائنات والوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں کو بھی ایسے افعال و کردار اور اخلاق جمیلہ سے آراستہ کر دیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اکثر رو پڑتے تھے اور آپ کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔

جسم مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا رنگ گورا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا میں نے ریشمی کپڑوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔[2]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے

۱۔(سیرت مصطفیٰ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی ص 414)۔(شمائل ترمذی ص 2)

۲۔(سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص 414، 415) (بخاری جلد اص 503)

Marfat.com

تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔[1]

جسم مبارک کا سایہ نہ تھا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قد مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفی 255ھ) نے اپنی نوادر الاصول میں حضرت ذکوان تابعی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس حدیث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ نہیں تھا امام ابن سبع کا قول ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس بات کی وہ حدیث شاہد ہے کہ تصدیق کرتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی کہ: اللہ تعالیٰ! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنا دے اور آپ نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ ''یا اللہ تو مجھ کو سراپا نور بنا دے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے ہوتا:[2]

قد مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک نہ تو بہت لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا تھا بلکہ آپ

---

[1]۔(س م ص415)۔(بخاری جلد ا ص502)

[2]۔(س م ص415، 416)

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درمیانہ قد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک انتہائی خوبصورت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانی قد والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدس بدن انتہائی خوبصورت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدوخال سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے گوشت سے بھرے ہوئے تھے اور مضبوط تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک بڑا مضبوط اور ہڈیوں کے جوڑ چوڑے تھے، سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی لمبی لکیر تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ چلتے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈھلان سے نیچے اتر رہے ہوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی حسین نہیں دیکھا۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک نہ لمبا تھا اور نہ چھوٹا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے چلتے وقت ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بلندی سے اتر رہے ہیں میں نے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دیکھی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد۔[2]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ معراج کا تذکرہ فرمایا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کے حلیے بیان فرمائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا حلیہ مبارک اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ

---

[1]۔(بدرالدجی فی حقوق خیر الوارى پروفیسر ابوحمہ محمد اعظم چیمہ ص 410، 411)۔(ترمذی)

[2]۔(س م ص 417)۔(شمائل ترمذی ص 1)

Marfat.com

فرمایا۔[1]

اس پر صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد کے تھے لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔[2]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت رخ انور والے اور اعلیٰ اخلاق والے تھے نہ تو بہت لمبے اور نہ ہی چھوٹے۔[3]

" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد کے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھے مناسب فاصلے پر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ دھاری دھار جوڑا پہنے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت میں نے کبھی نہیں دیکھا۔[4]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی خوب صورت نہیں تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

سر مبارک:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ارشاد

۱۔(بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص412)

۲۔(سیرت مصطفیٰ ص 417)

۳۔(بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص410)۔(بخاری)

۴۔(بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص410)(بخاری)

Marfat.com

فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا جو شاندار اور خوب صورت ہونے کا نشان ہے۔[1]

روایت ترمذی وحاکم میں ہے کہ سر آپ کا بڑا تھا لیکن اس قامت زیبا پر نہایت موزوں اور خوش نما تھا۔

بال مبارک:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ گھونگھر والے تھے نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس اور پاک بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بالوں کو اتروا دیا۔[2]

روایت ترمذی وحاکم میں ہے! بال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھونگھر والے اور نورانی ایسے تھے کہ چمکتے تھے اور خوشبو کی لپٹیں آتی تھیں اور ایک بالوں کا یہ بھی معجزہ ہے کہ اگر انھیں دھو کر بیماروں کو پلاتے تو شفا پاتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں تک پہنچتے تھے اور فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کانوں کے نصف تک تھے۔[3]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر بالوں میں تیل لگاتے تھے اور بالوں کو کنگھی بھی کرتے

۱۔ (س م ص 417) (شمائل ترمذی)

۲۔ (س م ص 417، 418)

۳۔ (بدر الدجی فی حقوق خیر الوری، ص 416)

Marfat.com

تھے اور سر کے بیچ میں سے مانگ بھی نکالتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال ساری عمر رکھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھی۔ حالانکہ میرے خاص دن ہوتے تھے'' [۱]

اور مزید روایت ہے حضرت عائشہ کی ''جب میں ارادہ کرتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر کنگھی کروں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے درمیان دونوں آنکھوں کے بیچ کی سیدھ میں مانگ چیرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کے دونوں طرف میں لٹکا دیتی'' [۲]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے بال مبارک اتروائے تو وہ صحابہ کرام میں ایک تبرک کی طرح تقسیم ہوتے اور صحابہ کرام انھیں نہایت ہی عقیدت کے ساتھ ان بال مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھتے اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک کے بال منڈوائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بالوں کی حفاظت بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ ''جس کے بال ہوں اسے ان کی عزت کرنی چاہیے'' اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے ہم سب کو بھی اپنے بالوں کی حفاظت کرنی چاہیے اور ان کی عزت بھی حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو ایک شیشی میں لیا تھا جب کبھی کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ

۱۔ (بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص418)

۲۔ (بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص418) (ابوداؤد)

Marfat.com

اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھی اور اس پانی سے شفا حاصل ہوتی تھی۔

مقام حدیبیہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بال بنوا کر تمام بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیئے تمام اصحاب کرام اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے حضرت ام عمارہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو اللہ رب العزت اسے کو صحت عطا کر دیتا۔ ۱

سفید بال:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی میں چند بال سفید تھے اور یہ سفید آخری وقت بھی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بالکل سفید نہیں تھا بلکہ ایسا سفید جس پر سرخی ہو اور ہلکا سا مائل بہ گندم ہو اور نہ ہی بہت ہی گندمی رنگ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قد درمیانہ تھا اور بال مبارک بہت خوب صورت تھے نہ حبشیوں کی طرح گھونگریالے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے سر اور داڑھی مبارک کے گھنے بال جو نہ بہت زیادہ گھونگریالے اور نہ بالکل سیدھے تھے معراج کی رات حضرت نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو چھ سو پر سونے کے عنایت کئے اس کے بدلے مجھ کو کیا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے! تمہارے ایک بال کا درجہ اس کے پروں سے بہتر ہے۔

۱۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ص69)

Marfat.com

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کئی بال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی ٹوپی میں سیلئے تھے اس کی وجہ سے آپ جس بھی کسی لڑائی میں جاتے فتح حاصل ہوتی۔

رُخ انور:

چہرہ مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرخ وسفید ایسا نورانی تھا جیسے چودھویں رات کا چاند حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاندنی رات میں ایک نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا اور ایک نگاہ چاند پر کرتا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک دمک میں تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ چاند کے مثل تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ:۔

''جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔[1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوب صورت ہم نے کسی کو نہیں دیکھا آفتاب ان کے چہرہ میں سما گیا تھا حضرت جیدہ

---

[1]۔(س م ص 419) (شمائل ترمذی)

[2]۔(س م ص 419)(بخاری)

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے کہا بی بی ربیع سنا ہم کو اوصاف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو انہوں نے کہا:۔

اے بیٹا کیا بیان کروں اگر دیکھتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے آفتاب روشن چمکتا ہے"

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ :۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سورج کی روشنی پر غلبہ کرتا اور جب چراغ کے سامنے بیٹھتے چراغ کی روشنی کم ہو جاتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن و جمال کے بھی نبی ہیں یوں تو ان کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔

مقدس پیشانی:

پیشانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشادہ تھی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کا حلیہ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس پیشانی کشادہ اور چوڑی تھی۔[1]

قدرتی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر ایک نورانی چمک تھی جب اندھیری رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔

محراب ابرو:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھویں مبارک ملی ہوئیں جیسے کمان خمدار تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوئیں دراز و باریک اور گھنے بال والی تھیں اور دونوں بھوئیں ملی ہوئی معلوم ہوتی

1۔(س م ص422)۔(شمائل ترمذی)

Marfat.com

تھیں اور ان دونوں بھوؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔[1]

آنکھیں مبارک:

آنکھیں مبارک جناب کی بڑی بڑی شرمگین سفیدی میں کچھ سرخی کی جھلک مارتی تھیں پتلی آنکھ کی نہایت سیاہ بینائی اس قدر کہ اندھیرے میں ایسا دمکتے جیسے چاند کی اندھیرے چاندنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں گھنی اور دراز تھیں پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی جن میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس آنکھوں کا ایک معجزہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیک وقت آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے دن رات اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔[3]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے، بھرا ہوا چہرہ تھا اور بغیر گوشت کے ایڑیاں تھیں؛۔[4]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخی مائل سفید رنگ کے

۱۔ (س م ص420)(شمائل ترمذی)

۲۔ (س م ص420)(شمائل ترمذی)

۳۔ (س م ص420)

۴۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

تھے آنکھوں میں سیاہی تھی اور پلکیں لمبی تھیں۔[1]

چنانچہ بخاری و مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ:۔

''اے لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے ادا کرو کیونکہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں''۔[2]

صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ یہ باب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان معجزات میں سے ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کئے گئے ہیں پھر آپ کی آنکھوں کا دیکھنا محسوسات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مرئی و غیر محسوس چیزوں کی بھی جو آنکھوں سے دیکھنے کے لائق ہی نہیں ہیں دیکھ لیا کرتے تھے۔[3]

ناک مبارک:

ناک اونچی سیدھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک خوبصورت دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا جو شخص بغور نہیں دیکھتا وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک بہت زیادہ اونچی نہ تھی بلکہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ناک کے اوپر جلوہ فگن تھا۔[4]

ہونٹ مبارک:

ہونٹ مبارک بہت خوبصورت نہایت باریک سرخ رنگ جیسے مونگے کی لڑی۔

---

[1]۔(بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص422)

[2]۔(س م ص420،421)

[3]۔(س م ص421)

[4]۔(س م ص421،422)(شمائل ترمذی)

Marfat.com

دانت مبارک:

دانت مبارک موتی کی طرح چمکتے تھے جب کلام کرتے نور جھڑتا اور جو کبھی رات کو مسکراتے تو تمام در و دیوار روشن ہو جاتے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رات کو کپڑا سی رہی تھی کہ سوئی ہاتھ سے گر پڑی اور چراغ بھی گل ہو گیا اتنے میں ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اندھیرے کو دیکھ کر مسکرائے تمام مکان ایسا روشن ہو گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوئی بھی اٹھالی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے چہرہ کی عجب روشنی ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افسوس ہے ان بخیلوں کے واسطے جو قیامت میں میرا منہ نہ دیکھیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو محفل میں میرا نام لیا جائے اور سن کر درود نہ پڑھیں۔

سوئی جو گم ہوئی روشنی ہوئی گئی
ابن حیدر کے نانا کی کیا بات ہے

آواز مبارک:

باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایسی تھی کہ جو شخص سنتا اس کے دل میں نقش ہو جاتی خوش آواز آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس درجہ کے تھے کہ سننے سے لوگوں کا دل نہ بھرتا یہ حضرات انبیاء کرام کے خصائص میں سے ہے کہ وہ خوبصورت اور خوش آواز ہوتے ہیں لیکن حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء السلام سے زیادہ اور سب سے بڑھ کر خوش گلو، خوش آواز اور خوش کلام تھے، خوش آوازی کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس قدر بلند آواز بھی تھے کہ خطبوں میں دور اور نزدیک والے سب یکساں اپنی اپنی جگہ

Marfat.com

پر آپ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے ۔[1]

لعاب دہن مبارک:

لعاب دہن یعنی تھوک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ کا ایسا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کھاری کنواں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھوک کی بوند سے میٹھا ہو گیا ایک روز زم زم کے پانی کا ڈول لوگ بھر لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کلی کر کے ڈال دی اسی دم اس میں مشک سے زیادہ خوشبو آنے لگی۔

ایک بار عتبہ بن فرقد بیمار ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ کا لعاب ان کے بدن سے مل دیا اس دم سے ان کے بدن سے ایسی خوشبو آنے لگی کہ سارے جہاں کی خوشبوئیں اس کے سامنے مدہم ہو گئیں جس بچے کے منہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب لگا دیتے سارا دن اس کا پیٹ بھرا رہتا ماں کا دودھ نہ پیتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں غارِ ثور کے اندر سانپ نے کاٹا اس کا زہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آشوب چشم کے لئے لعاب دہن ''شفاء العین'' بن گیا۔

حضرت رفاعد بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ گئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔

حضرت ابو قتادہ کے چہرے پر تیر لگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے پر اپنا لعاب

1۔ (س م ص 425)

Marfat.com

دہن لگا دیا تو فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔[1]

کان مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں بھی معجزانہ شان تھی چنانچہ آپ نے خود اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا کہ

''میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔[2]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور نزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے۔

پُرنور گردن مبارک:

گردن مبارک صراحی دار چاند کی طرح آب و تاب سے چمکتی تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی معتدل، صراحی دار تھی خوبصورتی اور صفائی میں نہایت ہی بے مثل خوب صورت اور چاندی کی طرح صاف و شفاف تھی۔

مقدس دست مبارک:

بازو گول لطیف بغلیں خوبصورت چاند کی طرح چمکتی تھیں اور بالوں سے پاک و صاف دست مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں ریشم سے زیادہ نرم نور اور خوشبو سے بھری ہوئیں۔

1۔(س م ص 424)

2۔(س م ص422)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں چوڑی پُر گوشت کلائیاں لمبی بازو دراز اور گوشت بھرے ہوئے تھے۔[1]

ایک روز حضرت نے اپنا ہاتھ قتادہ رضی اللہ عنہ کے منہ پر پھیرا اُسی دن سے چہرہ اس کا ایسا نورانی ہوگیا کہ ہر چیز اس میں چمکتی نظر آتی۔

جس درخت کھجور کو اپنے ہاتھ سے بویا اس میں اسی برس کھجوریں لگ جاتیں اور جس گنجے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے اسی وقت بال جم جاتے اگر کسی بیمار بے ہوش شخص پر ہاتھ رکھ دیتے وہ اسی دم ہوش میں آجاتا۔

ایک طویل حدیث میں سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:۔

''میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک تھاما اور اپنے منہ پر رکھا برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا''۔[2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔''میں نے کوئی موٹا یا باریک ریشمی کپڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ ملائم نہیں چھوا اور نہ میں نے کوئی خوشبو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے بہتر سونگھی''۔[3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی ریشم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و نازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر پایا۔[4]

---

[1]۔(س م ص 425)(شمائل ترمذی)

[2]۔(بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص 411)(بخاری)

[3]۔(مسلم شریف)

[4]۔(س م ص 425،426)(بخاری)

Marfat.com

جس بچے کے سر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست اقدس پھیر دیتے وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہوتا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی نکلا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چھوٹے چھوٹے بچے دوڑ پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دست رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔[1]

شکم وسینہ:

سینہ مبارک صاف اور فراخ تھا شکم سینہ کے برابر اور سینے سے ناف تک ایک لکیر نرم بالوں کی تھی جس کو سلبی کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم و سینہ مبارک دونوں ہموار اور برابر تھے نہ سینہ شکم سے اونچا تھا اور نہ شکم سینہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چوڑا تھا اور سینہ کے اوپر کے حصہ سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی اور پورا شکم بالوں سے خالی تھا ہاں شانوں اور بازوں پر قدرے بال تھے۔[2]

۱۔(مسلم)(سیرت مصطفیٰ ص426)

۲۔(س م ص426) (شمائل ترمذی)

Marfat.com

مقدس پاؤں مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس پاؤں چوڑے پُر گوشت ایڑیاں کم گوشت والی تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف وشفاف پاؤں کی نرم ونزاکت کا یہ عالم تھا ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلنے میں بہت ہی وقار کے ساتھ قدم شریف کو زمین پر رکھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چلنے میں میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے لپیٹی جاتی تھی ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ نہایت ہی پُر وقار وسکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے ہی رہتے تھے۔ قدم مبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چمکتے تھے کبھی گرد وغبار ان پر نہیں پڑتا تھا جب پتھر پر قدم رکھتے اسی دم نرم ہو جاتا اور رنگ بدل جاتا۔[1]

خوشبو:

خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم میں ایسی تھی کہ جس گلی کوچہ سے تشریف لے جاتے وہ جگہ بڑی دیر تک خوشبو سے ہی مہکتی رہتی یہاں تک ہر کسی کو معلوم ہو جاتا کہ اس طرف سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت کا انتقال ہوا میں نے اپنا ہاتھ سینے مبارک پر رکھا تھا پھر مدت تک جب وضو کرتی یا کھانا کھانے

---

[1] ۔(س م ص 427)(شمائل ترمذی)

Marfat.com

کے لئے ہاتھ دھوتی تو خوشبو آیا کرتی۔

پسینہ مبارک:

پسینہ حضور ﷺ کا ایسا خوشبو دار تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے خادم انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا حالت خواب میں آپ ﷺ کو پسینہ آیا میری ماں اُم سلیم نے ایک شیشی لی اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمانے لگے ام سلیم تم یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

دوسری روایت مسلم میں ہے کہ اُم سلیم نے یوں عرض کیا

''یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے بچوں کے لئے آپ ﷺ کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں''

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

تو نے سچ کہا صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے عرق مبارک کو چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں میرے پاس کوئی خوشبو نہیں آپ ﷺ عنایت فرمائیں۔

۱۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ ص 70،71) (مسلم)

Marfat.com

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔

دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لیکر حاضر خدمت ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا کر اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔

پس جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس کے گھر کا نام خوشبو والوں کا گھر ہو گیا۔ [1]

مہر نبوت:

مہر کے معنی (ختم) کرنا کے ہیں ابتداء کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان نیچے کی طرف مہر تھی جسے نبوت کہا جاتا ہے یہ وہی تھی جسے بحیری راہب وغیرہ نے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ نبی ہیں جن کی صفات تورات وانجیل میں ہیں اور جو آخری نبی مبعوث ہونے والے ہیں کتب احادیث میں اس مہر کا تذکرہ اس طرح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت چکور کے انڈے کی مانند ہے یا چھپر کھٹ کے تکمے کی طرح ظاہر اس سے سمجھا جاتا تھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ:

---

[1] ۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص 71)

Marfat.com

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت لے گئیں اور کہا اے اللہ کے رسول! میری بہن کا بیٹا بیمار ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف کھڑا ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر کو دیکھا جو فاختہ کے انڈے جیسی تھی۔[1]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی یہ بظاہر سرخی مائل اُبھرا ہوا گوشت تھا چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔[2]

لیکن ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی جس کا میں صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

"ایک اللہ ہے اس کا جو کوئی شریک نہیں (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی جائے گی"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا راویوں نے اس کی ظاہری شکل وصورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔[3]

۱۔ (بدر الدجی فی حقوق خیر الوریٰ ص 414) (بخاری)

۲۔ ص 416) (شمائل ترمذی)

۳۔ ص 417) (حاشیہ ترمذی)

Marfat.com

حضرت ابو زید عمرو بن الخطیب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ میرے قریب آؤ اور میری پشت پر ہاتھ رکھو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر مبارک پر ہاتھ رکھا تو میری انگلیاں مہر پر جا لگیں (راوی نے کہا) اور مہر کیا تھی؟ فرمایا چند بالوں کا مجموعہ۔[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان سے ایک تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر (یعنی مہر نبوت) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا "آپ کی پشت پر ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا"۔[2]

ان کے علاوہ دیگر احادیث بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے جتنی اور اس جیسی مہر تھی اور کچھ احادیث اور کتب میں ہے کہ مہر فاختہ کے انڈے جیسی تھی اور کچھ میں مہر نبوت چکور کے انڈے کی مانند یا چھپر کھٹ کے تکمے کی طرح ہے۔

جس پر ہلکے معمولی بال تھے جو چھوٹے چھوٹے تلوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اور یہ مہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی بہت بڑی نشانی تھی اور پھر آخری نبی ہونے کی علامت بھی تھی۔

اس مہر کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا تھا کہ اب نبوتیں ختم ہو چکی ہیں یہی آخری نبی ہیں ان کے بعد نبی یا رسول نہیں ہے اور ان پر ایمان لاؤ۔

کسی نے کیا خوب بیان کیا ہے۔

۱۔ (بدر الدجی فی حقوق خیر الوری ص 414)

۲۔ (شمائل ترمذی)

Marfat.com

نازش دو جہاں مل جائیں تو
مٹ جائیں سب رنج و غم

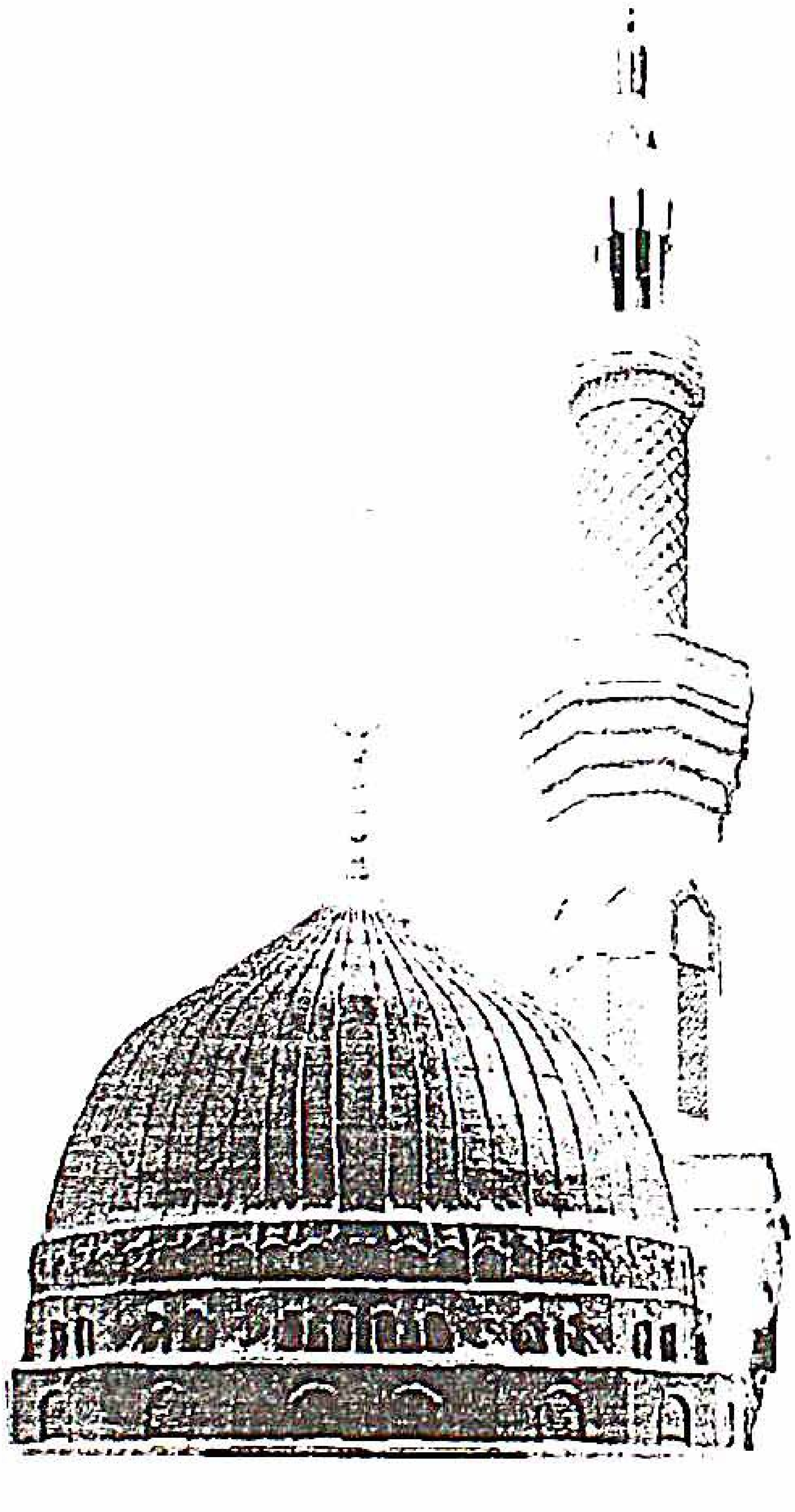

Marfat.com

باب نمبر 4

بیان تھوڑے سے معجزوں کا

آسمانی معجزات:

چاند دو ٹکرے ہو گیا:

سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا کم وزیادہ نہ ہو گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں ''شق القمر'' کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھایئے اس وقت آپ نے ان لوگوں کو ''شق القمر'' کا معجزہ دکھایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی اور انگلی کا اشارہ کیا اس دم چاند کے دو ٹکرے ہو گئے آپ نے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو سب نے اچھی طرح دیکھ لیا اور باہر سے آنے والے مسافروں نے بھی گواہی دی مگر کافروں نے اس کو بھی جادو بتایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بخاری ومسلم وترمذی وغیرہ میں مذکور ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس موقع پر موجود تھے اور انہوں نے اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ان کا بیان یہ ہے کہ:۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکرے ہو گیا ایک پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکرا پہاڑ کے نیچے نظر آرہا تھا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کو یہ منظر دکھا کر ان سے ارشاد فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ گواہ ہو جاؤ۔[1]

سورج پلٹ آیا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم ہے اور نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے قریب ''منزل صہبا'' میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی حضرت علی رضی اللہ عنہ سر اقدس کو اپنے آغوش میں لیئے بیٹھے رہے یہاں تک کے سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ:۔

''یا اللہ یقیناً علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں تھے لہذا تو سورج کو واپس لوٹا دے تا کہ علی نماز عصر ادا کریں''

سورج اسی دم پھر نکل آیا یہاں تک کہ پہاڑوں پر دھوپ چمکی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خوب اچھی طرح نماز پڑھ لی۔ حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔[2]

---

[1]۔(سیرت مصطفیٰ ص 526)(بخاری جلد 2، ص 721,722)

[2]۔(س م ص 530، 531)(شفاء جلد 1 ص 185 و مدارج النبوۃ جلد 2 ص 252)

Marfat.com

سورج کا ٹھہر جانا :

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے سورج پلٹ آنے کے معجزہ کی طرح چلتے ہوئے سورج کا ٹھہر جانا بھی ایک بہت ہی عظیم معجزہ ہے جو معراج کی رات گزر کر دن میں وقوع پذیر ہوا چنانچہ یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اس قافلہ کے حالات دریافت کئے جو ملک شام سے مکہ آ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہارے اس قافلہ کو بیت المقدس کے راستہ میں دیکھا ہے اور بدھ کے دن مکہ آ جائے گا۔ چنانچہ قریش نے بدھ کے دن شہر سے باہر نکل کر اپنے قافلہ کی آمد کا انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا اس وقت حضرت نے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ٹھہرا دیا اور ایک گھڑی دن کو بڑھا دیا یہاں تک کہ وہ قافلہ آن پہنچا۔[1]

روئے زمین پر ظاہر ہونے والے معجزات

پہاڑوں کا سلام کرنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ دو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس میں سے :اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ: کی آواز آتی ہے اور میں نے خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سنا۔[2]

[1]۔(سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص534)(شفاء جلد 1 ص185)

[2]۔(ترمذی جلد 2 ص203)

Marfat.com

اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو پہنچانتا ہوں۔[1]

اشارئے سے بتوں کا گر جانا:

ہر شخص جانتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی فتح مکہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں تشریف لے گئے اس وقت دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اور آپ زبان اقدس سے یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے صرف ترجمہ بیان کروں گی۔

:حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے ہی کے قابل تھا:

آپ اپنی چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بغیر چھوئے ہوئے فقط اشارہ کرتے ہی دھم سے زمین پر گر جاتا تھا۔[2]

پہاڑ کا ہلنا:

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کو لے کر احد پہاڑ پر چڑھے پہاڑ جوش مسرت میں جھوم کر ہلنے لگا اس وقت آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر یہ فرمایا کہ ''ٹھہر جا'' اس وقت تیری پشت پر ایک پیغمبر ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید (حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ہیں۔[3]

---

[1]۔(س م ص 567،566) (ترمذی جلد 2 ص 203)

[2]۔(س م ص 566) (بخاری جلد 2 ص 614)

[3]۔(س م ص 567) (بخاری جلد 1 ص 519)

Marfat.com

مٹھی بھر خاک:

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت مسلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اتر پڑے اور زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر کفار کے چہروں پر پھینکی اور فرمایا:۔

"شاھت الوجوہ"

تو کافروں کے لشکر میں کوئی ایک انسان بھی باقی نہیں رہا جس کی دونوں آنکھیں اسی مٹی سے نہ بھر گئی ہوں، چنانچہ وہ سب اپنی اپنی آنکھیں ملتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور شکست کھا گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اموال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

اسی طرح ہجرت کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کافروں پر جب ایک مٹھی خاک پھینکی تو یہ مٹھی بھر مٹی تمام کافروں کے سروں پر پڑ گئی۔[1]

نباتات کے معجزات

خوشہ درخت سے اتر پڑا:

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے یہ کیونکر یقین ہو کہ آپ اللہ کے رسول

---

[1]۔(س م ص 567)(مدارج جلد 2 ص 57)

Marfat.com

ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس کھجور کے درخت پر جو خوشہ لٹک رہا ہے اگر میں اس کو اپنے پاس بلاؤں اور وہ میرے پاس آجائے تو کیا تم میری نبوت پر ایمان لاؤ گے؟ اس نے کہا ہاں بے شک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ کا رسول مان لوں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور کے اس خوشہ کو بلایا تو وہ فوراً ہی چل کر درخت سے اترا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا تو وہ واپس جا کر درخت میں اپنی جگہ پر پیوست ہو گیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی فوراً ہی دامن اسلام میں آ گیا۔ [1]

درخت کی گواہی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک اعرابی آپ کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو اسلام کی دعوت دی اس اعرابی نے سوال کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے میری نبوت کی گواہی دے گا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس درخت کو بلایا اور فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا اور اس نے با آواز بلند تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی گواہی دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا تو وہ درخت چلتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔

حدیث میں یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ اس درخت نے بارگاہ اقدس میں آ کر کہا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" اعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان

---

[1] (س م ص 568) (ترمذی جلد 2 ص 203)

Marfat.com

ہو گیا اور جوش عقیدت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں پھر اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں آپ نے اس کو اس کی اجازت دے دی چنانچہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں مبارک چوم لئے۔[1]

چھڑی کی روشنی ہوگئی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو صحابی حضرا سید بن حضیر اور عباس بن بشیر رضی اللہ عنہ اندھیری رات میں بہت دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتے رہے جب یہ دونوں بارگاہ رسالت سے اپنے گھروں کے لئے روانہ ہوئے تو ایک کی چھڑی خود بخود روشن ہوگئی اور وہ دونوں اس چھڑی کی روشنی میں چلتے رہے جب کچھ دور چل کر دونوں کے گھروں کا راستہ الگ الگ ہوا تو دوسرے کی چھڑی بھی روشن ہوگئی اور دونوں اپنی اپنی چھڑیوں کی روشنی کے سہارے سخت اندھیری رات میں اپنے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔[2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی رات سخت اندھیری تھی اور آسمان پر کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی بوقت روانگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے

۱۔(س م ص 568، 569)

۲۔(س م ص 570)(بخ ۔ی)

Marfat.com

انہیں درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم بلا خوف وخطر اپنے گھر جاؤ یہ شاخ تمہارے ہاتھ میں ایسی روشن ہو جائے گی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز کو دیکھو گے اس کو مار کر گھر سے نکال دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جونہی حضرت قتادہ کاشانہ نبوت سے نکلے وہ شاخ روشن ہوگئی اور وہ اس کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں ایک کالی چیز موجود ہے آپ نے فرمان نبوت کے مطابق اس کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔[1]

لکڑی تلوار بن گئی:

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا کہ "تم اس سے جنگ کرو"

وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام لڑائیوں میں جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار جنگ اُحد کے دن ٹوٹ گئی تھی تو ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور کی شاخ دے کر ارشاد فرمایا کہ:

"تم اس سے لڑو" وہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک براق تلوار بن گئی حضرت عبداللہ کی اس تلوار کا نام "عرجون" تھا اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کا نام "عون" تھا یہ دونوں تلواریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور آپ کے

---

[1] (س م ص 570، 571)

Marfat.com

تصرفات کی یادگار تھیں۔[1]

رونے والا ستون:

ایک لکڑی کا ستون مدینہ طیبہ میں تھا مسجد نبوی میں پہلے منبر نہیں تھا کھجور کے تنہ کا ایک ستون تھا جس پر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے انصار میں سے کسی مرد یا عورت نے کہا کہ کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے منبر نہ بنا دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو انھوں نے منبر بنا دیا جب جمعہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے تو اس کھجور کے تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا اور بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ستون اس قدر زور زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ جوش میں آکر یہ گر کر پھٹ جائے اور اس کے رونے کی آواز کو مسجد نبوی کے تمام مصلیوں نے اپنے کانوں سے سنا ستون کی گریہ وزاری کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اتر کر آئے اور ستون کو تسکین دینے کے لئے اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیا اور اس کو اپنے سینہ سے لگا لیا تو وہ ستون اس طرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگا جس طرح رونے والے بچے کو جب چپ کرایا جاتا ہے تو وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگتا ہے بالآخر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستون کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا تو وہ سکون پا کر خاموش ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ستون کا یہ رونا اس بنا پر تھا کہ یہ پہلے اللہ کا ذکر سنتا تھا اور اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔[2]

یہ کھجور کا تنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا غم برداشت نہ کر سکا اور اس نے

---

[1]۔(س م ص 571)(مدارج النبوۃ جلد 2 ص 123)

[2]۔(س م ص 571، 572)(بخاری جلد 1 ص 281)

Marfat.com

رونا شروع کر دیا۔

معجزات حیوانات کے

ہرنی کی فریاد:

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے جا رہے تھے کہ آواز آئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اور شکاری پڑا سوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ کیا کہتی ہے تو ہرنی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس شکاری نے باندھ رکھا ہے اور اس پہاڑ پر میرے بچے بھوکے رو رہے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تو میں بچوں کو دودھ پلا کر آ جاؤں گی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت اس ہرنی کو کھول دیا ادھر تو وہ ہرنی دودھ پلانے گئی اور ادھر وہ شکاری جاگا اور پوچھا میری ہرنی کہاں گئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے گئی ہے ہم نے چھوڑ دیا ہے وہ ابھی دودھ پلا کر واپس آتی ہے شکاری نے کہا جنگل کا جانور بھی کبھی چھوٹا ہوا آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھتے رہو کیا ہوتا ہے اس عرصہ میں دیکھا کہ ہرنی اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لے کر آ رہی ہے شکاری نے جو دیکھا کہ ہرنی آ گئی ہے حیران ہو گیا اور پڑھنے لگا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور اس تمنا میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے خوش ہو جائیں ہرنی کو معہ بچوں کے

Marfat.com

چھوڑ دیا اب ہرنی معہ بچوں کے ساتھ کودتی اچھلتی پھرتی اور کہتی تھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد:

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ کھڑا ہوا زور زور سے چلا رہا تھا کہ جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلا نے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب جا کر اس کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟

لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے لہٰذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر تکلیف دیتے ہوئے۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ ایک اونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کر کے عرض کیا میرا مالک مجھ پر بہت زیادہ بوجھ لادتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک کو بلا کر اس کی سفارش کر دی کہ اس پر بوجھ کم لادا کرو اور پیٹ بھر کر چارہ دیا کرو۔

[1] (سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص 575،574)(ابوداؤد جلد 1 ص 352)

Marfat.com

شیر کی نیکی:

حضور پاک ﷺ کا ایک غلام جس کا نام سفینہ تھا کہیں جا رہا تھا جنگل میں پہنچ کر راستہ بھول گیا جنگل میں شیر ملا سفینہ نے فرمایا کہ میں حضرت محمد ﷺ کا غلام ہوں اور راستہ بھول گیا ہوں شیر نے حضرت محمد ﷺ کا نام سنتے ہی گردن اور دم ہلا کے آگے ہو گیا یہاں تک کہ راستے پر لا کھڑا کیا اور آہستہ آہستہ کچھ بولا اور سلام کیا اور چلا گیا۔ سبحان اللہ

جانوروں نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا:

ایک روز پیغمبر ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ایک باغ میں گئے وہاں بکریوں نے آن کر آپ ﷺ کو سجدہ کیا تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ جانور آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں ہم پر تو آپ کی تعظیم زیادہ واجب ہے حکم ہو تو ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں فرمایا کہ سوائے خدا کے کسی اور کو سجدہ کرنا نہ چاہیئے اگر درست ہوتا تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا لوگوں نے حضور ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ ﷺ کو روکا کہ یا رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اونٹ لوگوں کو کتے کی طرح کاٹتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے'' یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کر اپنی گردن ڈال دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر اور گردن پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ناک میں نکیل ڈال دی وہ اونٹ حضور کی برکت سے نہایت ہی سیدھا ہو گیا۔

دودھ نہ دینے والی بکری نے دودھ دیدیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور مکہ میں کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا اتفاق سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی پلاؤ میں نے عرض کیا کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان بکریوں کا دودھ پلا سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی ہے میں نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ میں لے آیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تھن کو اپنا مبارک ہاتھ لگا دیا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دودھ دوہا پہلے خود پیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد مجھے بھی پلایا۔ پھر آپ نے اس بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا اے تھن تو سمٹ جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن خ

Marfat.com

ہو گیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھائیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرور سیکھو تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کا بہت بڑا دخل ہے۔[1]

بھیڑیے کی نیکی چرواہے کے ساتھ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک چرواہا جنگل میں بکریوں کو چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری کو پکڑ لیا لیکن چرواہے نے بھڑیے پر حملہ کیا اور اس سے بکری کو چھین لیا تو بھڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ!

''اے چرواہے اللہ نے مجھے رزق دیا تھا تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا''

چرواہے نے یہ سن کر کہا اللہ کی قسم آج سے زیادہ میں کبھی حیرت میں نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی ایسا منظر دیکھا کہ ایک بھیڑیا مجھ سے عربی زبان میں کلام کرتا ہے پھر بھیڑیا کہنے لگا اے چرواہے۔

''اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریوں کو چرا رہا ہے اور تو اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ والا کوئی نبی نہیں آیا اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شان جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے کاش تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر

---

[1] (ج۲) ص575

Marfat.com

اللہ کے لشکروں کا سپاہی بن جاتا''

چرواہے نے بھیڑیے کی اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیے نے جواب دیا کہ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی حفاظت کروں گا چنانچہ چرواہے نے بکریوں کو بھیڑیے کی حفاظت میں دیدیا اور بھیڑیے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا چرواہے نے بھیڑیے کے کلام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ اور تم اپنی بکریوں کو زندہ سلامت پاؤ گے چنانچہ جب واپس آیا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔[1]

کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

کی بھیڑیے نے دشت میں گلے کی حفاظت
چرواہا بھی ہونے لگا قربان محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر

1۔(س م ص 576)۔(زرقانی جلد 5 ص 135 تا 136)

Marfat.com

محسن انسانیت کے معجزات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں سے قرض ادا کرنا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد یہودیوں کے قرض دار تھے اور وہ قرض ادا کرنے سے پہلے ہی جنگ اُحد میں شہید ہو گئے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا والد قرض چھوڑ گیا اور میرے پاس صرف کھجور کی فصل ہے کئی سال کی کھجوریں بھی اس قرضہ کے لئے کافی نہیں ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ تشریف لائیں تا کہ قرض لینے والے مجھ پر کوئی بدزبانی نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ میں تشریف لائے تو کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کا چکر لگایا اور دعا فرمائی پھر دوسرے ڈھیر پر بھی ایسا ہی کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا اس ڈھیر میں سے اپنا اپنا حق لیتے جاؤ ان کھجوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کھجوریں قرض داروں کو دی گئی اتنی ہی بچ رہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں عطا فرما دی۔[1]

ایک پیالہ دودھ کا:

ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے سامنے سے گزرے تو ان سے انہوں نے

---

[1] ـ (س م ص 580، 581) (بخاری جلد 1 ص 505 علامات النبوۃ)

Marfat.com

قرآن پاک کی ایک آیت دریافت کی ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلا دیں مگر انہوں نے چلتے ہوئے آیت بتادی اور چلے گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی راستے سے گزرے ان سے بھی انہوں نے ایک آیت کا مطلب دریافت کیا مقصد وہی تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جا کر کچھ کھلائیں گے مگر وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چل دیئے پھر اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوہریرہ کے چہرہ کو دیکھ کر جان لیا کہ یہ بھوکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ تم بھوکے ہو انہوں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ساتھ کر لے کر اپنے گھر پہنچے تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک ہی پیالہ دیکھا گھر والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شخص کا نام بتلایا جس نے دودھ کا یہ ہدیہ بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور تمام اصحاب صفہ کو بلا لاؤ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ ایک ہی دودھ کا پیالہ ہے اس دودھ کا سب سے زیادہ حق دار تو میں ہوں اگر یہ دودھ مجھے مل جاتا تو مجھ کو بھوک کی تکلیف سے کچھ راحت مل جاتی اب دیکھتے ہیں اصحاب کے آجانے کے بعد بھلا اس میں سے مجھے کچھ ملتا ہے یا نہیں اس کے دل میں بار بار یہی خیالات آرہے تھے مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا لہٰذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے گئے یہ لوگ اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ''تم خود ہی ان سب لوگوں کو یہ دودھ پلاؤ''

چنانچہ انہوں نے سب کو پلانا شروع کر دیا جب سب نے شکم بھر کر پی لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابوہریرہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اب صرف ہم اور تم باقی ہیں آؤ بیٹھو اور تم پینا شروع کر دو انہوں نے پیٹ بھر کر دودھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اور پیو چنانچہ انہوں نے پھر پیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو اور پیو یہاں تک

Marfat.com

کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں بالکل بھی گنجائش نہیں رہی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ کو اپنے ہاتھ مبارک میں لے لیا اور جتنا دودھ بچ گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ کر کے پی لیا۔[1]

اُم سلیم کی روٹیاں برکت سے زیادہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز موجود ہے؟

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت کمزور آواز سنی ہے مجھے اس میں بھوک معلوم ہوتی ہے تو اس نے کہا ہاں تو اُم سلیم نے جو کی چند روٹیاں نکالیں اور پھر اپنی اوڑھنی نکالی اس میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں میں وہاں گیا تو دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ بیٹھے ہیں میں وہاں پہنچ کر خاموش کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تجھ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض کیا جی ہاں یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھے اور حضرت ابوطلحہ کے مکان میں تشریف لے گئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر بی بی اُم سلیم کو یہ خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں ابوطلحہ نے اُم سلیم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے جو ان کو کھلائیں اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر

---

[1] ۔(س م ص 583،584)(بخاری جلد 2 ص 955 تا 956)

Marfat.com

جانتے ہیں ہم کیوں فکر کریں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مکان سے نکل کر نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر حضرت بی بی اُم سلیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں جن کو انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ان روٹیوں کا چورہ بنایا گیا اور حضرت اُم سلیم نے اس چورہ پر بطور سالن کے گھی ڈال دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعا کرنی تھی وہ دعا کی ان چند روٹیوں میں اس قدر برکت ہوئی کہ آپ دس دس آدمیوں کو مکان کے اندر بلا بلا کر کھلاتے رہے اور وہ لوگ خوب پیٹ بھر کر کھاتے اور جاتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی آدمیوں نے خوب پیٹ بھر کر کھالیا۔[1]

حضرت جابر کی دعوت میں برکت:

غزوہ خندق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ان کی بی بی نے پونے تین سیر جو کا آٹا تیار کیا جس وقت گوشت دیگ میں چڑھا دیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر چپکے سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا سامان کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو چار صحابہ کرام کے سمیت تشریف لے چلیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بآواز بلند ہو کر پکار دیا اور تمام اہل خندق سے کہہ دیا کہ آج جابر نے یہاں سب کی دعوت کی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم چلو اور میں جب تک نہ پہنچوں چولھے سے دیگ نہ اتارنا اور نہ ہی روٹی پکانا

---

[1] ۔(س م ۔ ص 579، 580) (بخاری جلد 1 ص 505 علامات نبوت و بخاری جلد 2 ص 989)

Marfat.com

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھوڑ العاب دہن دیگ میں اور خمیر میں ڈال دیا اور حکم دے دیا کہ دس دس آدمیوں کو اکٹھا کر کے کھلاتے جاؤ۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اس لشکر کے تمام آدمی جو کہ ایک ہزار سے زیادہ تھے سب شکم سیر ہو کر کھا گئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیگ کو دیکھا تو خدا کی قسم اسی طرح بھری ہوئی جوش مارتی تھی اور آٹا جتنا تھا اسی قدر برتن میں بھرا ہوا نظر آتا ذرا بھی کم معلوم نہیں ہوتا تھا۔

انگلیوں مبارک سے چشمہ جاری:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جگہ پر تھے کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا وضو کے لئے پانی تلاش کیا گیا لیکن نہ مل سکا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کا برتن لایا گیا آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے پانی کے چشمے جاری تھے لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ سب سے آخری نے بھی وضو کر لیا اور ان کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی۔[1]

معجزات شفاء امراض

گونگا بولنے لگا:

ایک عورت ایک شخص کو لائی جو پیدائشی ہی گونگا تھا اور ایک لفظ کبھی بھی اس

1۔ صحیح بخاری شریف:

Marfat.com

زبان سے نہیں نکلا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ میں کون ہوں تو وہ گونگا کہتا ہے۔

:اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ:

سبحان اللہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیماری جاتی رہی:

ایک مرتبہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہت بیمار ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کر کے ایک ٹھوکر ماری اسی دم اچھے ہو گئے پھر وہ بیماری کبھی نہ ہوئی۔

زخمی اچھا ہو گیا:

اسحاق روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر کی لڑائی میں خبیب رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان میں ایسی تلوار لگی کہ آدھا بدن لٹک پڑا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بدن کو سیدھا کیا اور اس پر دم کر کے تھوک دیا اسی وقت زخم اچھا ہو گیا پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے زخمی کرنے والے کو جا کر اسی دم قتل کر دیا۔

سانپ کے زہر کا اثر ختم ہو گیا:

جب غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا اور درد کی شدت بہت محسوس ہونے لگی تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا اور زہر کا اثر ختم ہو گیا۔[1]

1۔(س م ص 585)

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ گھوڑے سے کبھی نہ گرے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے گھوڑے پر بیٹھا نہیں جاتا تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ سے گھوڑے پر نہیں بیٹھا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مبارک مارا اور دعا کی جب سے وہ گھوڑے پر خوب اچھے سے بیٹھنے لگے اور کبھی نہ گرے۔

کتے کا پلا نکل کر چلا گیا:

ایک عورت اپنے دیونے لڑکے کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس بچے پر صبح و شام جنون کا دورہ پڑتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے کے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اس وقت اس نے قے کی ایک کالا سا جانور جیسے کتے کا پلا نکل کر چلا گیا لڑکا اسی دم اچھا ہوشیار ہو گیا۔[1]

حضرت قتادہ کی آنکھ کا زخم اچھا ہو گیا:

جنگ اُحد کی لڑائی میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے ایسا تیر لگا کہ آنکھ نکل پڑی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کو اسی جگہ پر رکھ دیا اس وقت آنکھ اچھی ہو گئی اور دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوب صورت ہو گئی۔

۱۔(سیرت مصطفیٰ ص 588)

Marfat.com

جنات کے معجزات

جنوں کا سلام اور پیغام دینا:

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کا ارادہ کر کے اپنے وطن سے روانہ ہوئے یمن کے ایک جنگل میں سے ہم لوگ چل رہے تھے کہ ناگہاں اشعار پڑھنے کی آواز آئی ہم نے ان اشعار کو غور سے سنا تو ان اشعار کا یہ مطلب تھا کہ!

اے سوارو ! جب تم لوگ زمزم اور حطیم پر پہنچو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمارا سلام عرض کر دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپ کے دین کے فرماں بردار ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ بن مریم رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو اس بات کی وصیت فرمائی تھی۔

(یقیناً یہ یمن کے جنگل میں رہنے والے جنوں کی آواز تھی) [1]

جن سانپ کی شکل میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک بہت بڑے کالے رنگ کے سانپ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کیا لوگوں نے ان کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس آنے دو جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو اپنا سر اس نے آپ

1۔(س م ص 596،597)

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں کے پاس کر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سانپ کے منہ کے قریب اپنا منہ کر کے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا اس کے بعد اسی جگہ سے وہ سانپ غائب ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانپ کو اپنے کانوں تک پہنچنے دیا لیکن یہ منظر دیکھ کر ہم لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سانپ آپ کو کاٹ نہ لے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنوں کی جماعت کا بھیجا ہوا ایک جن تھا فلاں سورہ میں سے کچھ آیتیں یہ بھول گیا ان آیتوں کو دریافت کرنے کے لئے جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا میں نے اس کو وہ آیتیں بتا دئی اور وہ ان کو یاد کرتا ہوا چلا گیا۔[1]

سبحان اللہ

1۔(س م ص 597)

Marfat.com

باب نمبر 5:

وصالِ باکمال

جب تریسٹھ برس کی عمر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی بارہ روز بخار اور سر کے درد سے بیمار رہے یہ سر درد اور بخار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت شروع ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 28 صفر 11ھ بروز سوموار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنازے کے لئے جنت البقیع میں تشریف لے گئے واپسی پر راستے میں سر درد شروع ہو گیا اور حرارت (بخار) اتنی تیز ہوگئی کہ سر پر بندھی پٹی کے اوپر سے محسوس کی جانے لگی یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الموت کا آغاز تھا اس عرصہ میں جبرائیل امین کئی بار حال پوچھنے کو آئے اور جنت کا انار لا کر دیا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ میں لیا انار خود بخود بولنے لگا سبحان اللہ سبحان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیماری کے دونوں میں خاص اصحاب کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکان میں بلوایا اور نہایت محبت سے ہماری بے کسی پر نظر کر کے رونے لگے اور فرمایا:۔

اے لوگو خدا تمہارا دین وایمان سلامت رکھے اور خوش رہو اب تمہارے بچھڑنے کے دن پاس آن پہنچے اصحاب یہ حال سنتے ہی زار وزار روئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت دن بہ دن خراب ہوتی جارہی تھی اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات سے پوچھتے رہتے تھے کہ کل میں کہاں رہوں گا؟ میں

Marfat.com

کل کہاں رہوں گا؟ اس سوال سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو مقصود تھا ازواج مطہرات اسے سمجھ گئیں چنانچہ انھوں نے اجازت دیے دی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہو گئے اور حیات مبارکہ کا آخری ہفتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی گزرا۔

منقول ہے کہ ایک دن جبرائیل آئے اور کہا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام بھیجا اور مزاج کا حال پوچھا ہے اور حکم ہوا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دنیا میں رہنے کی خوشی ہو تو تندرستی عنایت کروں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مزاج تو بہت ناساز ہے مگر ہر صورت میں اپنے رَبّ کا فرمانبردار رہوں گا جہاں خدا رکھے وہیں رہنے کو تیار ہوں۔

روایت ہے کہ بیماری کی حالت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر اپنی وفات کا حال سنایا فاطمہ رضی اللہ عنہا زاروزار رونے لگیں اور کہا:۔

عشق کا پیالہ میرا اُلٹ جائے گا اب جدا ہو جائے گا رب کا حبیب یہ رونا اور بیقراری بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ کر پھر آپ نے فرمایا کیوں روتی ہو سب سے پہلے تم ہی میرے پاس آ ؤ گی تب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں۔

روایت ہے کہ بیماری کے دنوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چالیس لونڈی غلام آزاد کئے اور سات اشرفیاں تقسیم کروائیں جو کچھ تھا سب راہ خدا میں دے دیا اور ہمیشہ جماعت سے مسجد میں نماز پڑھتے رہے مگر تین روز جب بخار اور سر درد کی بہت شدت ہوئی تو مسجد میں نہیں آئے اور حکم دیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا دیں حضرت

Marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ نرم دل ہے ان سے آپ کا مقام خالی نہیں دیکھا جائے گا پھر حکم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا دیں۔ غرض کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم سنایا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے مقام خیر الامام کو خالی دیکھ کر اتنا روئے کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

الغرض جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے رونے کی آواز کان مبارک میں پہنچی آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ یہ غل کیا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں روتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو صبر کرو کوئی پیغمبر اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا۔

حدیث میں ہے کہ ان دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرا افاقہ ہوا دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور جماعت میں شامل ہوئے۔

نظم المرجان میں ہے کہ انتقال سے تین روز پہلے مکان سے باہر تشریف لائے اس وقت سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی اور چہرہ زرد تھا مسجد میں آن کر منبر پر رونق افروز ہوئے۔

بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ندا کرے کہ سب لوگ جمع ہو کر آخری ذکر سن جاویں بلال رضی اللہ عنہ زار و زار روتے ہوئے شہر میں پکارے کہ اے لوگوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری وصیت کے لئے بلاتے ہیں۔

یہ آواز سنتے ہی سب لوگ اس طرح سے دوڑے کہ مکانوں کے دروازے

Marfat.com

بھی بند نہیں کئے اور بازار بھی کھلا رہا تمام مسجد بھر گئی کہیں جگہ باقی نہ رہی اور عورتیں بھی کوٹھوں پر چڑھ گئیں تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا یا اور فرمایا اے مسلمانوں میں نے تم کو خدا کو سونپا وہ تمہارا مددگار رہے گا مگر تقویٰ کو خوب پکڑنا اور خدا کی بندگی کبھی مت چھوڑنا۔

مشکوٰۃ میں ابو سعیدی حذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیماری کے دنوں میں ایک روز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہم لوگ مسجد میں جمع تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا قسم ہے خدا کی اس وقت میں دیکھتا ہوں حوض کوثر کو اس اپنی جگہ سے پھر فرمایا کہ ایک بندہ کے سامنے پیش کی گئی ہے دنیا اور اس کی تمام رونقیں سو اس بندئے نے پسند کیا آخرت کو قبول نہیں کیا دنیا کو یہ بات کوئی نہ سمجھا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روتے تھے۔

حضرت ابو سعیدی حذری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا ہم اپنے ماں باپ سمیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان اس پر ہمیں تعجب ہوا لوگوں نے کہا اس بوڑھے کو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان، لیکن بعد میں واضح ہوا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ صاحب علم تھے۔ [1]

روایت ہے کہ ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زانوں پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں اور چہرہ زرد کیا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پکارا کچھ جواب نہ

۱۔ صحیح بخاری شریف:

Marfat.com

دیا پھر کہا بابا جان فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جان قربان ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذرا آنکھیں کھولو اور مجھ سے بولو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بے قراری دیکھ کر پاس بلایا اور چھاتی سے لگایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صبر دیا اتنے میں صاحبزادے حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ بھی آئے اور حضرت کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے ہم اب نانا کس کو بلائیں گے پیار کر کے کون اب بٹھلائے گا۔

روایت ہے کہ دو دن جبرائیل علیہ السلام مزاج پوچھنے کو آئے تیسرے دن مزاج پوچھ کر عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے آج ملک الموت کو حضور میں بھیجا ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہووے فرمایا آنے دو پس جبرائیل الوداع الوداع کہتے ہوئے اٹھے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

آج سے پیغام لے کر دنیا میں میرا آنا بند ہو چکا پھر ملک الموت دروازے پر حاضر ہو کر پکارے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلِ الْبَیْتِ

اجازت ہو تو اندر آؤں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بہت بیمار ہے ملنے کی فرصت نہیں پھر اذن مانگا وہی جواب دیا تیسری بار ایسی ڈرونی آواز سے اجازت مانگی کہ سننے والوں کا بدن کانپ گیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ کھول کر پوچھا کون ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ملک الموت دروازے پر کھڑا ہے اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے فرمایا اے فاطمہ: ملک الموت کو اندر آنے دو یہ ہے لذتوں کا مٹانے والا، راحتوں کو لوٹنے والا، بچوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ کرنے والا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا اے جان پدر مت رو تیرے رونے سے عرش کے فرشتے روتے ہیں۔

مشکوٰۃ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار ہوئے جبرائیل نے عرض کیا یا محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خاص آپ کی بزرگی کے واسطے بھیجا ہے اور مزاج پوچھا ہے فرمایا تکلیف ہے اور اُمت کے دین کی طرف سے غمگین ہوں۔

پھر دوسرے دن جبرائیل علیہ السلام آئے اور مزاج پوچھا وہی جواب پایا پھر تیسرے روز آئے اور مزاج پوچھا اسی طرح فرمایا اور جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام فرشتہ بھی ایک لاکھ فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو ایک فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتوں کا سردار تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام فرشتہ کا حال پوچھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا پہلے آسمان کے فرشتوں کا افسر ہے پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ملک الموت بھی حاضر ہے آنے کی اجازت مانگتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کسی سے اجازت نہیں مانگے گا فرمایا اچھا آنے دو پس ملک الموت نے آن کر سلام کیا اور کہا۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ نے مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع کر کے بھیجا ہے حکم ہو تو قبض روح کروں ورنہ واپس جاؤں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روح قبض کرنے آئے ہو کہا ہاں اس کا مجھ کو حکم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیلؑ کی طرف دیکھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ سے ملنے کا اشتیاق ہے۔

Marfat.com

تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا اچھا اپنا کام کرو! سو ملک الموت نے روح مبارک کو قبض کیا اس وقت مکان کے کونہ سے خضر علیہ السلام کی آواز آئی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اللہ تعالیٰ کے دین اور کتاب میں تعزیت اور تسلی ہے خدا تم کو صبر کا اجر دے

روایت ہے کہ آخر کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو نماز کی نگہبانی کرنا اور اللہ کے خوف سے بیبیوں اور غلاموں اور نوکروں پر ظلم مت کرنا اور جب ملک الموت قبض روح کے واسطے حاضر ہوئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک سے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور پیالہ پانی کا سامنے رکھا ہوا تھا بار بار اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور منہ پر ملتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور اَللّٰھُمَّ رَفِیْقَ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے جنت کو سدھارے

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر چادر ڈال دی تب ملک الموت بھی روئے اور کہا واہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت حاضر نہ تھے جب آئے تو چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور پیشانی کو چوم لیا اور کہا ہائے میرے نبی ہائے میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خلیل اور اہل بیت اور اصحاب کے صدمہ کا بیان کیا ہو سکے غم کے مارے دیوانہ ہو گئے اور کچھ جنگل کو چلے گئے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سن ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چپ لگ گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جذبہ میں آ گئے ننگی تلوار لے کر کہتے جو کوئی کہے گا

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا قتل کرڈالونگا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو کہا کہ چلو اُم ایمن کے پاس۔ پس جب پہنچے اُم ایمن کے پاس وہ رونے لگیں تب کہا دونوں صاحبوں نے کیوں روتی ہو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اللہ کے پاس سب کچھ بہتر ہے اُم ایمن بولیں کہ یہ میں جانتی ہوں جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے انکے واسطے مگر میں تو اس لئے روتی ہوں کہ اب وحی کا آنا آسمان سے بند ہوگیا یہ بات سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ زار وزار رونے لگے اسی طرح ہر ایک امیر و غریب مرد وعورت اہل ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں روتے تھے۔

غرض کونسا سا دل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں غمزدہ نہ ہو اور کونسی سی آنکھ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم سے نہ روئی ہو آدمیوں کا تو کیا جانوروں کا یہ حال ہوا کہ آپ کی سواری کی اونٹنی نے مارے غم کے کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ ایک رات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تہجد کی نماز کو اٹھیں تو اونٹنی نے پکار کر سلام کیا اور کہا اے بی بی جب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی جنت کو سدھارے میں نے نہ چارا کھایا نہ پانی پیا اور اب میں تمہارے باپ کے پاس جاتی ہوں۔ جو کچھ پیغام یا سندیسا کہنا ہو فرمایئے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رونے لگیں اور اس کو گلے سے لگایا اُسی دم اونٹنی نے انتقال کیا جب صبح ہوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کفن دے کر دفن کروایا سات روز کے بعد لوگوں نے کھود کر دیکھا تو کہیں اس کا پتہ نشان نہ پایا۔

Marfat.com

دراصل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہانوں کے بادشاہ اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے قیامت تک کے لئے اپنی امت سے پردہ کیا ہے سایہ تو پہلے ہی خدا کے پاس تھا اب اپنے ربّ کو قرار دینے کے لئے انکے پاس ہیں پہلے دنیا میں اپنی امت کے غم و فکر میں ساری ساری رات عبادت اور ہمارے گناہوں کی بخشش کے لئے گزار دیتے تھے پہلے زمین پر اپنے رب سے تھوڑا سا دور تھے اور اب وہ وہاں آسمان پر اپنے رب کے پاس ہیں یا پھر یوں کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ اپنے رب کی بارگاہ رحمت میں اپنی اُمت کے گناہوں کو بخشوا رہے ہیں۔

دنیا میں بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کی فکر تھی اور آخرت میں بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف اپنی امت کی فکر ہو گی اور سنا ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن بھی اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک میری ساری امت جنت میں نہ جائے گی۔ سُبحان اللہ

لاڈلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی امت
آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری امت
نہ سایہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمین پر
نہ سایہ ہے گنبد خضرہ کا زمین پر

Marfat.com

باب نمبر 6

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت اپنا کوئی جانشین مقرر نہیں کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت امت مسلمہ بڑی مشکلات کا شکار ہو گئے اسلام کے دشمن اس طرح کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اسلام کے دشمن اسلام کے خلاف مسلسل سازشیں کرتے رہتے تھے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ان کی یہ سازشیں کامیاب نہ ہو سکیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت انہیں مخالفت اسلام کا سنہری موقعہ مل گیا تھا۔

ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین بھی نہ ہوئی تھی کہ مسلمانوں کے درمیان جانشینی کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا ان کی چال کے مطابق انصار کی ایک جماعت قبیلہ خزرج کے سردار سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کے مکان کے متصل سقیفہ بنو ساعدہ کے میدان میں اکٹھی ہوئی انصار نے جمع ہو کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو جانشین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنانے کا ارادہ کیا وہ انصار کی خدمات اسلام کی وجہ سے خلافت پر اپنا حق فائق سمجھتے تھے لیکن انصار کا دوسرا قبیلہ اوس اس پر مطمئن نہ تھا کیونکہ وہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے دشمن رہ چکے تھے اس کے علاوہ انصار کو اس بات کا احساس بھی تھا کہ مہاجرین قرابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کریں گے اس طرح خلافت کا نازک

Marfat.com

مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی انصار کے درمیان خلافت کا یہ مباحثہ جاری تھا کہ یہ خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے مہاجر صحابہ تک پہنچی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے لئے مسجد نبوی میں جمع تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح کو ساتھ لے کر فوراً سقیفہ بنو ساعدہ پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کے درمیان تفرقے کا اندیشہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد سیاسی فراست سے کام لیتے ہوئے یہ حدیث پیش کی۔

''امام قریش سے ہوں گے'' اس سے انصار کے جذبات ٹھنڈے ہوئے پھر آپ نے موقع کی نزاکت کے مطابق فرمایا۔

''مجھے تم لوگوں کے فضائل ومناقب اور تمہاری اسلامی خدمات سے انکار نہیں لیکن عرب قریش کے علاوہ کسی کی سیادت قبول نہیں کر سکتے پھر مہاجرین تقدم فی الاسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاندانی تعلق کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ موجود ہیں جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو''۔[1]

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور فرمایا۔

''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا آپ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہ دیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ ہیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ کے محبوب تھے''

1۔(صحیح بخاری جلد 1، ص518)

Marfat.com

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور فرمایا۔

''آپ مہاجرین میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر حاضری میں آپ رضی اللہ عنہ نے ہی امامت فرمائی آپ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون شخص اس بات کا مستحق ہے کہ اسے خلافت کی اہم ذمہ داریاں سونپی جائیں بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد، بنو اوس بھی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے حاضرین میں سے سوائے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے سب نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔

اس طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُمت کا خلیفہ بنا لیا گیا اس کے بغیر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین بھی ممکن نہ تھی سارے امور نمٹانے کے لئے امیر کا ہونا لازمی امر تھا جو اس کام کو خود سر انجام دیتا اور یہ سارا اختلاف ایک بات پر ختم ہوا جس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔

''یہ معاملہ (امارت) ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک ان میں سے دو بھی باقی ہیں''۔[1]

منگل کے روز یعنی اگلے دن جب صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد خاکی مبارک کو غسل دینے کا ارادہ فرمایا تو یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کپڑوں سمیت غسل دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کپڑوں کے بغیر صرف اوپر کوئی چادر بطور پردہ ڈال کر غسل دیا جائے اسی اثنا میں تمام لوگوں پر نیند غالب آگئی اوران کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے نیند کی وجہ سے لگ گئیں کسی کلام کرنے والے نے ان سے کلام کیا جس کو یہ نہیں

۱۔ صحیح بخاری شریف:

Marfat.com

جانتے تھے کہ وہ کون تھا اس نے کہا کہ:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو"[1]

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیعت اور اہل خاندان کریں اس لئے یہ خدمت آپ کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی چنانچہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم مل کر آپ کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوش محبت اور فرط عقیدت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔[2]

صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا اور قمیض کو اپنے ہاتھوں سے ملتے تھے آپ کو غسل دینے والوں میں آپ کے اہل بیعت کے لوگ ہی شامل تھے۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیعت اور اہل خاندان کریں گے۔

جن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس کے دو احبزادگان فضل قثم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزادہ غلام شقران اسامہ بن زید اور اوس خولی رضی اللہ عنہ تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کی کروٹ بدل رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی، غسل کے بعد تین سوتی کپڑوں کا

---

[1]۔ (بدر الاجی فی حقوق خیر الوری ص322، 323)۔(ابوداود، کتاب الجنائز)

[2]۔(سیرت مصطفی ص405)(مدارج النبوۃ جلد2 ص438،439)

Marfat.com

کفن بنایا گیا ان میں کُرتا اور عمامہ نہ تھا۔ [1]

نمازِ جنازہ:

صحابہ کرام نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ کیسے پڑھایا جائے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"کہ آپ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر درود و سلام پڑھو"

پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے اور اس کے بعد بچوں نے حجرہ مقدسہ کے اندر جا کر دورد و سلام پڑھا باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور دورد و سلام پڑھ کر چلے آتے تھے۔

قبر مبارک:

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قبر شریف تیار کی جسم اطہر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر مبارک میں اتارا۔ [2]

لیکن ابو داؤد کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی قبر مبارک میں اترے تھے۔ [3]

صحابہ کرام میں یہ اختلاف رونما ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا جائے اور کچھ نے رائے دی

۱۔ (س م ص 405) (بخاری جلد 1 ص 165)

۲۔ (س م ص 405) (مدارج النبوۃ جلد 2 ص 442)

۳۔ (س م ص 406) (ابو داؤد جلد 2 ص 458)

Marfat.com

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کرام کے قبرستان میں دفن کیا جائے اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سُنا ہے کہ ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچھونے کو اٹھایا اور اسی جگہ حضرت عائشہ کے حجرہ مبارک میں آپ کی قبر تیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

باب نمبر 7

رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے

ماہ رمضان المبارک اوّل سے آخر تک برکتوں کا مہینہ ہے اس کی ابتداء میں رحمت درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات ہے یہ صبر کا ماہ ہے اور اس صبر کا ثواب جنت ہے یہ مہینہ رزق میں برکت کا ماہ ہے یہ ماہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کا ہے اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کا ماہ ہے اس ماہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص عنایات کرتا ہے اور اس ماہ بے حساب گناہ بخشے جاتے ہیں یہ گناہوں سے توبہ کرنے کا مہینہ ہے۔

رمضان المبارک میں تورایت، زبور اور انجیل کا نزول ہوا اور اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک نازل ہوئی یہ ماہ بڑی بزرگی اور عظمت کا ہے۔ رمضان المبارک کی پہلی رات سے جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص نظر کرتا ہے اور اس نظر خاص سے بندہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس ماہ ہر سجدہ کے عوض ایک ہزار سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

جب کوئی مومن رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کے آخر تک اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اس ماہ توبہ کے دروازے کھول دیئے جاتے

Marfat.com

ہیں اس ماہ شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اس ماہ کا ہر ایک لمحہ نہایت قیمتی اور مبارک ہے۔

اگر لوگوں کو رمضان المبارک کی خوبیاں اور فضیلتیں معلوم ہو جائیں تو یہی دعا کریں گے کہ رمضان کا مہینہ ایک سال کا ہو جائے اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی بے شمار حاجتیں پوری کرتا ہے اور اپنی مخلوق کی توبہ قبول کرتا ہے۔

''سرکار دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو قوت گویائی عطا فرمائے تو وہ اس بندہ کو جنت کی خوشخبری دیں وہ جو ماہ رمضان میں روزہ رکھتے ہیں''۔

ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی ماہ رمضان کے روزے نیک نیتی سے رکھتا ہے اور نیکی کرتا ہے تو اس کا اجر دس نیکیوں سے بڑھا کر سات سو نیکیوں تک زیادہ کر دیا جاتا ہے۔

مومن کا دل اس ماہ ایمان کے نور سے منور ہوتا ہے لیکن جو شخص اس ماہ کی فضیلتوں اور برکتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ یقیناً بد بخت اور کم نصیب ہے جو اس رمضان کی نعمتوں سے فیض یاب نہ ہو اور اگلے رمضان المبارک تک مر جائے وہ شخص اپنے ساتھ آخرت کے لئے کوئی نیکی نہ لے گیا۔ اے ایمان والو! خوب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اس ماہ کی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر لو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ موت مہلت ہی نہ دے ہمیں کیا خبر کہ یہ ہمارا آخری رمضان ہی نہ ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر اس ماہ اپنی بخشش کرانے کا سامان کر لو گناہوں سے نجات حاصل کرنے کا بہترین موقع ہی ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنا ہے روزہ کو اسی لئے مومن کی ڈھال کہا

Marfat.com

گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے رمضان المبارک کا روزہ عقیدت اور ایمان کے ساتھ رکھا حصول ثواب کے لئے تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں۔

روزہ کا حقیقی مقصد نفسانی خواہشات سے بچنا اور بنیادی لذتوں سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔ جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا کوئی نہ چھوڑے روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے محض بھوکا رہنے اور کھانے پینے سے دور رہنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزہ نام ہے نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا۔

رسول اکرم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

ے کہ تم اپنے شکموں کو بھوکا اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھو تاکہ تمہارے دل اللہ تعالیٰ کو دنیا میں ظاہری طور پر دیکھ سکیں۔

حدیث شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا کرتے۔

حدیث پاک میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک حور ہیروں پر چلتی ہے وہ کہتی ہے:۔ اے رب تو بندوں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

Marfat.com

حدیث مبارک میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا:۔

اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) سنت ہے جو اس میں نیکی کرے تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں بہتر فرض ادا کئے یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ماہ مواسات کا ہے اس ماہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں ایک روزہ کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور افطار کروانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے اجر میں سے کچھ کم ہو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے پانی پلائے گا کہ کبھی قیامت تک پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا وسط مغفرت ہے اور آخر میں جہنم سے آزادی ہے۔

حدیث مبارک امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ خزیمہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں

Marfat.com

کی جاتی۔

روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے۔

عادل بادشاہ جو عدل کرتا ہے۔

مظلوم کی دعا۔

ان کی دعا کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت جلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔

روزہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مقرر وقت کے لئے کھانا پینا چھوڑنا اور برے کاموں سے بچنا ہے روزہ ۲ نبوی کو شب معراج میں مسلمانوں پر فرض ہوا روزہ صرف اللہ کے لئے ہے اس کا بہت ثواب ہے یہودی عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں۔

مختلف مذاہب کے لوگ سال کے مختلف دنوں میں روزہ رکھتے ہیں مسلمان رمضان المبارک میں روزہ رکھتے ہیں روزہ کھولنے سے پہلے گناہوں کی معافی اور خیرو برکت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں روزہ صبر، ضبط اور برداشت پیدا کرتا ہے۔

مسلمان روزہ کی نیت سے سحری کے وقت کھانا کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور سورج غروب ہونے پر روزہ افطار کرتے ہیں۔

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے۔ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے رمضان المبارک میں قرآن پاک نازل ہوا ہر رمضان المبارک میں ایک ایسی رات آتی ہے جو "لیلۃ القدر" کہلاتی یہ ایک

Marfat.com

اہم رات ہے یہ رات ہزار راتوں سے افضل ہے اس رات حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے زمین پر اترتے ہیں۔

مسلمان رمضان المبارک میں قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کرتے ہیں اس مہینے میں ثواب حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال اچھے کام، عبادات اور دعائیں کی جاتی ہیں رمضان المبارک میں کئے گئے نیک کام اور عبادات کا ثواب عام دنوں سے ستر گنا زیادہ ہے۔

مسلمان رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر خوشی مناتے ہیں وہ رمضان المبارک میں روزہ رکھتے ہیں اور نماز عشاء کے ساتھ نماز تراویح بھی ادا کرتے ہیں تراویح اس پاک مہینے کی اضافی عبادت ہے۔

مسلمان ایک دوسرے کو افطار کی دعوت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کے لئے وہ دل کھول کر صدقہ اور خیرات کرتے ہیں۔

لڑائی جھگڑے سے دور رہتے ہیں اور صبر سے کام لیتے ہیں روزے کے دوران مسلمان جھوٹ، چغلی، دھوکہ دہی اور دوسرے برے کاموں سے دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے ہمیں ماہ رمضان جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا رمضان المبارک کے فیضان کے کیا کہنے اس کی تو ہر گھڑی رحمت سے بھری ہے اس مہینے میں اجر وثواب بہت ہی بڑھ جاتا ہے نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا کر دیا جاتا ہے بلکہ اس مہینے میں تو روزہ دار کا سونا بھی عبادت میں شمار کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

عرش اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور ایک حدیث پاک مطابق :۔

''رمضان کے روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں افطار تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں'' (سبحان اللہ)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ :۔ جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آخری رات تک بند نہیں ہوتے جو کوئی بندہ اس ماہ رمضان کی کسی رات بھی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے ہر سجدے کا بدلہ اس کے لئے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بناتا ہے جس میں ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے پٹ سونے کے بنے ہوں گے جن میں یاقوت سرخ جڑے ہوں گے پس جو کوئی ماہ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مہینے کے آخر دن تک اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے لئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعا مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ رات اور دن میں جب بھی روزہ دار سجدہ کرتا ہے تو اس کے ہر سجدے کا بدلہ اسے جنت میں ایک ایک ایسا درخت عطا کیا جاتا ہے کہ اس کے سائے میں گھڑ سوار پانچ سو برس تک چلتا رہے۔ (سبحان اللہ)

اللہ تعالیٰ کیا ہی عظیم احسان کرنے والا ہے کہ اس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ایسا ماہ رمضان عطا فرمایا کہ اس ماہ مکرم میں جنت کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور نیکیوں کا اجر خوب بڑھ جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

Marfat.com

رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اتنا دور کر دیتا ہے جتنا فاصلہ ایک کوا بچپن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک مسلسل اڑتے ہوئے طے کر سکتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا ہر بال اس کے لئے تسبیح کرتا ہے بروز قیامت عرش کے نیچے روزہ داروں کے لئے موتیوں اور جواہر سے جڑا ہوا سونے کا ایسا دستر خوان بچھایا جائے گا جس کا احاطہ دنیا کے برابر ہو گا اس پر قسم قسم کے کھانے مشروب اور پھل فروٹ ہوں گے وہ کھائیں پئیں گے اور عیش و عشرت میں ہوں گے حالانکہ لوگ سخت حساب میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال آؤ ناشتہ کریں تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں روزہ سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں بڑھ رہا ہے پھر فرمایا اے بلال کیا تمہیں معلوم ہے کہ جتنی دیر تک روزہ دار کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور ملائکہ اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو روزہ کی حالت میں مرا تو اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ جو کوئی رمضان المبارک میں اول سے آخر تک روزہ رکھے اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آیا گویا کہ ابھی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

Marfat.com

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان المبارک میں روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ایک مکان زمرد کا عطا کرے گا اس مکان کے ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے آگے درخت ہوگا اگر سو برس تک سوار ہو کر اس درخت کے سائے میں پھرے تب بھی اس کے سائے سے باہر نہ آوے گا۔

روزہ کی نیت:

روزہ کے لئے نیت بہت ضروری ہے بہتر یہ ہے کہ اس طرح نیت کرے بصوم غد نویت ورنہ دل کی نیت کافی ہے روزہ کے لئے سحری کھانا سنت ہے خواہ ایک دو لقمہ ہی ہوں کھجور پانی سے روزہ افطار کرنا ضروری ہے اور بوقت افطار یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

روزہ ٹوٹ جانا:

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں۔

حقہ یا سگریٹ پینا۔

جان بوجھ کر کھا پی لینا وغیرہ

ان کا کفارہ یہ ہے۔

متواتر ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کا کھانا کھلائے۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے:

بلاضرورت کسی شے کو چبانا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ دیکھ کر تھوک دینا۔

منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا۔

Marfat.com

غیبت، جھوٹ، لڑائی جھگڑا کرنا۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

بھول کر کھا پی لینا۔

بلا اختیار حلق میں گرد وغبار، مکھی یا مچھر چلا جانا۔

کان میں پانی چلا جانا۔

آنکھ میں دوا ڈالنا، سرمہ لگانا، مسواک کرنا۔

روزہ توڑنے کا بیان:

اگر روزہ میں بیمار ہو جائے کہ مرنے کا اندیشہ ہو یا بیماری بڑھ جانے کا یا پھر ایسی شدید پیاس لگی ہو کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

لیلۃ القدر:

اب تھوڑی سی بات کرتے ہیں لیلۃ القدر کے بارے میں اور جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر میں ایماندار ہو کر شب بیداری کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص رمضان کے روزے بہ حالت ایمان ثواب سمجھ کر رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس

Marfat.com

بندے پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر اور عبادت کرتا ہے پھر جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں کے سبب اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو!

اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس کی اجرت یہ ہے کہ اسکو پورا معاوضہ دیا جائے اللہ سبحانہ تعالیٰ کہتا اے میرے فرشتو!

میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے فرض ادا کر دیا ہے پھر جب وہ دعا کے لئے عید گاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنے عزت وجلال کی اپنی بخشش کی اپنے کرم اپنے بلند مرتبہ کی اور بلند منزلت کی میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندوں اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس جب واپس آتے ہیں مسلمان عید گاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

نماز تراویح:

خاص رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد اور وتروں سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ تراویح ہے مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت ہے اس کی بیس رکعتیں دس سلاموں کے ساتھ ہیں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہئے۔

روزہ بھی اسلامی عبادات میں سے ایک اہم عبادت ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کا ارشاد ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے"

یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریا کاری یا دکھاوا نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں قیامت کے دن جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہو گا میدان محشر میں جب عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو اپنے عرش الٰہی کا سایہ نصیب فرمائے گا۔ (سبحان اللہ)

جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس کی راتوں میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے اس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے اس ماہ کو نیکیوں کی "فصل بہار" قرار دیا جاتا ہے رمضان کے پورے مہینے کے روزے مسلمانوں پر فرض کر دیئے گئے ہیں اب جو کوئی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

روزے دار کی خوشیاں:

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک

Marfat.com

خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت کی روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے۔ لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں راحت اور آخرت میں باعث رحمت ہے روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے لیکن افطار کے وقت اس کے لئے ایک خوشی کا سامان ہوتا ہے کہ جب وہ بھوک پیاس کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ آخرت میں جب وہ اپنے رب کا دیدار کرے گا تو اس وقت اس کی خوشی کی حد نہ ہوگی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو بندہ کسی روز خدا کی راہ میں یعنی اللہ کی خوشی کے لئے روزہ رکھتا ہے خدا اس کے بدلے اس کو ستر سال کی مسافت کے برابر دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے اسے " ریان " کہتے ہیں اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہونگے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں پس وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہوگا پھر جس وقت وہ داخل ہو جائیں گے دروازہ بند کر لیا جائے گا غرض اس دروازے سے کوئی داخل نہ ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن بھی رمضان میں جو روزہ توڑ ڈالے یا نہ رکھے بغیر کسی عذر کے اور سوا بیماری کے تو اس کے برابر کبھی ثواب نہ ہوگا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے۔

Marfat.com

رمضان المبارک کے اس ماہ کو تین حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔

پہلے دس دنوں کو عشرہ رحمت کہا جاتا ہے۔

دوسرے دس دنوں کو عشرہ مغفرت کہا جاتا ہے۔

آخری دس دنوں کو عشرہ نجات کہا جاتا ہے۔

روزہ داروں پر رحمت:

حضرت سیدنا مغیث بن سمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

بروز قیامت سورج لوگوں کے سروں سے چند گز کے فاصلے پر ہوگا اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کی لو اور سخت گرمی انکی طرف چلے گی اور جہنم کی تپش ان کی طرف بڑھے گی حتی کہ زمین پر ان کا پسینہ بہنے لگے گا جو سڑی ہوئی لاش سے زیادہ بدبودار ہوگا مگر اس وقت روزہ دار عرش کے سائے میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے بے شک اللہ کے پاس ایک ایسا دستر خوان ہے جس پر ایسی نعمتیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل میں خیال گزرا اس دستر خوان پر صرف روزہ دار ہی بیٹھیں گے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:۔

جب قیامت کا دن ہوگا روزے دار اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ اپنے روزوں کی خوشبو سے پہچانے جائیں گے ان کے منہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوں گے اس لئے مشک کی مہر لگے ہوئے دستر خوان اور کوزے ہوں گے ان سے کہا جائے گا کھاؤ کہ تم نے دنیا میں بھوک برداشت کی اور پیو کہ تم پیاسے رہے لوگوں کو ان

Marfat.com

کے حال پر چھوڑ دو اور تم آرام کرو کہ تم نے میرے لئے تھکاوٹ برداشت کی جبکہ لوگ آرام میں تھے پس روزے دار کھائیں گے اور پئیں گے اور آرام میں ہوں گے جبکہ لوگ حساب مشقت اور پیاس کی شدت میں ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزے داروں کے عرش کے نیچے ہیرے جو ہرات سے مزین سونے کا دستر خوان بچھایا جائے گا اس پر جنت کے انواع و اقسام کے کھانے مشروبات اور پھل ہوں گے پس روزے دار کھائیں گے اور پئیں گے اور لذت حاصل کریں گے جبکہ لوگ حساب کی سختی میں ہوں گے۔

رمضان المبارک میں درود شریف کے فضائل:

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔ کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ انار کے دانوں کی طرح انتہائی خوشی و مسرت سے کھل گیا اور ارشاد فرمایا۔

(مجھے مبارکباد پیش کرو کہ آج مجھ پر وہ آیت کریم نازل ہوئی جو میرے نزدیک دینا میں سے ہر چیز سے بہتر ہے)

اس آیت مبارک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دورد بھیجنا ایک خدائی عمل ہے یہ اعزاز و امتیاز صرف اور صرف درود شریف کو ہی حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی نماز پڑھتا ہوں تم بھی پڑھو یہی معاملہ دیگر ارکان روزہ، زکوٰۃ اور حج کا ہے ان کے کرنے کا بندے کو حکم

Marfat.com

دیا گیا ہے خود اللہ تعالیٰ انہیں سرانجام نہیں دیتا مگر جب معاملہ درود پاک کا آتا ہے تو رَبّ کریم فرماتا ہے:۔

''میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں اے ایمان والوں تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو''

اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب:

اللہ تعالیٰ کے درود کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے پاس اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء وتعریف فرماتا ہے انکے درجات بلند کر کے مقام محمود پر فائز کرتا ہے خدائی رحمت اور شفقت اور عزت واکرام میں مسلسل اضافہ کرتا رہتا ہے۔

صلوۃ ملائکہ درود کا مطلب:

صلوۃ ملائکہ درود کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو دنیا میں غلبہ عطا فرمائے۔

مومنوں کے درود کا مطلب:

مومنوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے کہ اے اللہ دنیا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلندی دین کا غلبہ اور شریعت کو بقا عطا فرما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے حق میں قبول فرما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجر وثواب کو عظیم فرما۔

حضرت کعب بن عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا میرے پاس آجاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین اس طرح جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین پھر جو کچھ فرمانا تھا فرمایا جب اس سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اترے تو ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرائیل امین آ گئے انہوں نے کہا کہ:۔

(تباہ و برباد ہو وہ محروم جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو تو) میں نے کہا آمین۔

پھر جب میں نے منبر کے دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ:۔

(تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے)

تو میں نے اس پر بھی کہا آمین۔

پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ:۔

(تباہ و برباد ہو وہ بد بخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے) اس پر بھی میں نے کہا آمین۔[1]

حضرت ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چمک رہا ہے میں نے عرض کیا یا

۱۔ جامع ترمذی:

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آج کی طرح آپ کو کبھی اتنا خوش اور اس قدر کشادہ چہرے اور اتنی چمک دار پیشانی والا نہیں پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کیوں راضی نہ ہو جاؤں اور میرے چہرے پر خوشی کے آثار کیوں ظاہر نہ ہوں جبکہ جبرائیل علیہ السلام ابھی میرے پاس آئے تھے اور یہ کہہ کر گئے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی امت میں سے جو کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ مٹائیں گے اور اس کی بدولت اسے دس درجے اونچا کریں گے اور فرشتہ اس کے لئے وہی دعا کرے گا جو اس نے درود کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کی میں نے کہا جبرائیل! وہ کون سا فرشتہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اور اس وقت تک جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے روز اٹھایا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اس کو دعا دینے کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا وہ فرشتہ کہتا ہے کہ:۔

وَاَنْتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ

اور تجھ پر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح درود بھیجا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے نامہ عمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ

1۔ طبرانی:

2۔ جامع ترمذی:

Marfat.com

اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔[1]

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا کیا تو دس ہزار سال تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ میں کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہوں کہ میں کیا کروں گا دس ہزار سال کے بعد ندا آئی کہ اے جبرائیل تب مجھے معلوم ہوا کہ میرا نام جبرائیل ہے میں نے فوراً جواب میں عرض کیا۔ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ میری تقدیس اور پاکی بیان کرو تو میں نے دس ہزار برس تک اللہ کی پاکی بیان کی پھر حکم ہوا کہ میری بزرگی بیان کرو تو میں نے دس ہزار برس تک بزرگی بیان کی اس کے بعد مجھ پر انوار عرش ظاہر ہوئے عرش پر۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا میں نے دریافت کیا کہ اے باری تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں ارشاد ہوا۔ اے جبرائیل اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو تجھے پیدا نہ کرتا بلکہ نہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ نہ چاند نہ ستارے نہ سورج اے جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھو۔ چنانچہ دس ہزار برس تک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

1۔(القول البدیع صفحہ 103)

Marfat.com

کون جمعرات وجمعہ کی رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھتا ہے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات آئے تو مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو۔[1]

رمضان المبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات:

رمضان شریف کے خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج مطہرات سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر کبھی بیٹھ کر کبھی سجود ہو کر نہایت آہ زاری اور گریہ وبکاہ کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے رمضان شریف میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آجایا کرتا تھا۔

روزہ:

رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ شعبان میں بھی قریب قریب مہینہ بھر آپ روزہ دار ہی رہتے تھے سال کے باقی مہینوں میں بھی یہی کیفیت رہتی تھی کہ اگر روزہ رکھنا شروع فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی نہیں چھوڑیں گے پھر جب ترک فرما دیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے کبھی کبھی آپ ''صوم وصال''

1۔(جامع صیغر صفحہ نمبر 54)

Marfat.com

بھی رکھتے تھے یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ مگر اپنی امت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صوم وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے دربار میں رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو روحانی غذا کھلاتا اور پلاتا ہے۔[1]

زکوٰۃ:

چونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ قدوس نے زکوٰۃ فرض نہیں فرمائی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات وخیرات کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے پاس سونا چاندی یا تجارت کا کوئی سامان یا مویشیوں کا کوئی ریوڑ رکھتے ہی نہیں تھے بلکہ جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا سب اللہ کی راہ میں مستحقین پر تقسیم فرمادیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ گوارہ ہی نہیں تھا کہ رات بھر کوئی مال ودولت کاشانہ نبوت میں رہ جائے۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا اخراج کی رقم اس قدر زیادہ آگئی کہ وہ شام تک تقسیم کرنے کے باوجود ختم نہ ہوسکی تو آپ رات بھر مسجد میں ہی رہے۔

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر یہ خبر دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رقم تقسیم ہوچکی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مکان میں قدم رکھا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:۔

رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہو

ا۔(بخاری ومسلم صوم وصال) (سیرت مصطفیٰ ص 439)

Marfat.com

سکتے پہلی دو یا تین جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرو گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا اور استغفار کرنا دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے پناہ مانگو۔

رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی ادائیگی:

انسان سچے دل سے ایمان لاتا ہے تو اس کے تمام اعمال احکام الٰہی کے تابع ہونے لگتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق معاشی معاملات دین کا ایک اہم حصہ ہیں انسان اپنی دولت اللہ تعالیٰ کے حکم پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایثار کی قدر کرتے ہوئے اس خرچ شدہ مال کو اپنے ذمے قرض قرار دیتا ہے اور اپنے بندوں سے یہ عہد کرتا ہے کہ وہ ان کا یہ قرض کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔

زکوٰۃ مسلمانوں پر تین ھ کو فرض ہوئی زکوٰۃ کے لغوی معنی اضافہ اور نشوونما کے ہیں اس کے علاوہ پاک ہونا، بڑھنا اور نشوونما پانا بھی اس کے معنی میں شامل ہیں زکوٰۃ ایک مالی عبادت بھی ہے جو ایک صاحب نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا زکوٰۃ کہلاتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مسلمانوں کا مال نہ صرف پاک ہو جاتا ہے بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے اور مزید بڑھتا ہے زکوٰۃ نہ ادا کرنا بہت بڑا گناہ ہے قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو"

نماز انسان کو حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے تیار کرتی ہے جبکہ زکوٰۃ حقوق

Marfat.com

العباد کی ادائیگی کا شعور بیدار کرتی ہے زکوٰۃ پچھلی شریعتوں میں بھی فرض رہی ہے قرآن پاک میں کم از کم 32 مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ ذکر ہوا ہے بیاسی مقامات پر اس کی تاکید کا حکم نازل ہوا ہے۔

سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے صرف ترجمہ ہی بیان کروں گی۔

''یقیناً (وہ) ایمان لانے والے فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں جو لغو باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں''

اور سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کچھ اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو''

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور یہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی''

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایسا کام بتائیے جو مجھ کو جنت میں لے جائے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کا اقرار اور نماز کی ادائیگی کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا۔[1]

زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعمال میں سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے

1۔ صحیح بخاری جلد دوئم، کتاب الزکوٰۃ:

Marfat.com

سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے جس کا اندازہ قرآن پاک کی ان آیات سے لگایا جا سکتا ہے۔

سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے اس (قیامت) کے دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لئے جمع کر کے لائے ہو اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے"

زکوٰۃ کا مقصد:

زکوٰۃ کا مقصد صرف ناداروں کی کفالت کرنا ہی نہیں بلکہ اس فرض عبادت کے بغیر نہ تو قلب و روح کا سکون ممکن ہے اور نہ ہی انسان اللہ کا مخلص بندہ بن سکتا ہے زکوۃ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کے ذریعے مومن کے دل سے دنیا کی تمام مادی محبتیں نکال کر اپنی محبت بٹھانا چاہتا ہے اس کے لئے صرف زکوٰۃ نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے زکوٰۃ کا نظام پورے معاشرے کو بخل، تنگ دلی، خود غرضی، حسد، سنگ دلی اور استحصال سے پاک کر کے محبت ایثار، احسان، خلوص، خیر خواہی، تعاون، مواخات کے جذبات پیدا کرنا چاہتا ہے۔

زکوٰۃ ہر صاحب نصاب خوش حال مسلمان پر فرض ہے اگر اس کے پاس

Marfat.com

نقد نصاب مال سال بھر تک موجود رہے جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو شخص فرض ہونے کا انکار تو نہ کرے لیکن ادا نہ کرے تو وہ فاسق اور سخت گناہگار ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط:

مسلمان ہونا

مالک نصاب ہونا

نصاب کا ضروریات اصلیہ سے زائد ہونا

مقروض نہ ہونا

مال پر پورا سال گزرنا

عاقل ہونا

بالغ ہونا

نصاب سے مراد مال کی وہ مقررہ مقدار جس پر شریعت نے زکوٰۃ واجب کی ہے مختلف قسم کے اموال پر جن زکوٰۃ واجب ہے۔

جانور:

اونٹ، گائے، بکری اور بھینس بھی شامل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔[1]

پانچ اونٹ پر ایک سالہ بکری زکوٰۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں

۱۔ صحیح بخاری:

Marfat.com

یمن کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ تیس گایوں میں سے ایک سالہ نر یا مادہ بچھڑا اور چالیس میں سے دو بچھڑا زکوٰۃ ہے۔ جبکہ چالیس سے کم بکریوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

سونا چاندی:

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے عبداللہ بن عمرہ بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کے ساتھ اس کی لڑکی تھی جس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو اس نے کہا نہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے پسند ہے کہ خدا قیامت کے روز تجھے ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے۔[1]

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

''جس زیور کی زکوٰۃ تو نے ادا کر دی وہ کنز نہیں''

اموال تجارت:

اموال تجارت کا مطلب ہے کہ ہر وہ مال ہے جس کی نفع کی غرض سے خرید و فروخت کی جاتی ہے سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے!

صرف ترجمہ بیان کرونگی

اے لوگو!'' جو ایمان لائے ہو جو کچھ تم نے (محنت مزدوری یا تجارت سے) کمایا ہے اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اس میں سے عمدہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ کرو''

۱۔(ابوداؤد ترمذی نسائی مشکوۃ حصہ اول)

Marfat.com

نقد مال و دولت:

نقد مال و دولت کا مطلب سکہ، کاغذی نوٹ وغیرہ ہیں جب انکی مالیت ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو جائے تو اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف:

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے ان کا تعین بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سورہ التوبہ میں صراحت کے ساتھ فرما دیا ہے۔

ترجمہ:

''زکوٰۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لئے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کو آزاد کرنا) جو تاوان بھریں (قرض دار) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے''

اس آیت میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے گئے اور ان آٹھ مدات کے سوا زکوٰۃ کسی اور مد میں صرف کرنا جائز نہیں۔

حضرت زیاد بن الحارث رضی اللہ عنہ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ زکوٰۃ کے مال میں سے مجھے بھی عنایت فرمائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

''اللہ نے زکوٰۃ کے مصارف کو نہ کسی نبی کی مرضی پر چھوڑا ہے اور نہ کسی غیر

Marfat.com

نبی کی بلکہ خود ہی اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور اس کی آٹھ مدیں مقرر فرما دی ہیں تم اگر ان مدوں میں سے کسی مد میں آتے ہو تو تمہیں ضرور زکوٰۃ کی مد سے دے دوں گا''

ان مدات کی تفصیل بیان کر رہی ہوں۔

فقیر:

ہر وہ مرد اور عورت جو اپنی گزر اوقات کے لئے دوسروں کی مدد اور تعاون کا محتاج ہو اس میں وہ تمام نادار محتاج اور معذور شامل ہیں جو مستقل طور پر یا عرضی طور پر مالی تعاون کے مستحق ہوں معذور اپاہج ، یتیم بچے ، بیوائیں ، ضعیف ، بے روزگار اور وہ لوگ جو کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے ہوں زکوٰۃ کی مد سے ان کی وقت اعانت بھی جائز ہے اور ان کے مستقل وظائف بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

مسکین:

جو بے روزگار ہیں یا جن کے والدین نہ ہو روزی کمانے کے لئے محنت کرنے کے باوجود اپنی ضرورت بھر آمدنی حاصل نہ کر سکتے ہوں اور اپنی عزت نفس اور شرم کی وجہ سے کسی کے آگے دست سوال بھی دراز نہ کرتے ہوں۔

بخاری و مسلم کی ایک حدیث ان کا حال بیان کرتی ہے:۔

''جو نہ اپنی ضرورت بھر مال پاتا ہے نہ (اپنی خودداری کی وجہ سے) پہچانا جاتا ہے کہ لوگ اس کی مالی مدد کریں اور نہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے''

عاملین زکوٰۃ:

ان سے مراد وہ لوگ ہیں، جو زکوٰۃ و عشر کی وصولی حفاظت، تقسیم اور اس کے حساب کتاب کے ذمہ دار ہوں، وہ صاحب نصاب ہوں یا نہ ہوں ہر حال ان کی

Marfat.com

تنخواہیں زکوٰۃ کی مد سے دی جاسکتی ہیں۔

مولفتہ القلوب:

ایسے لوگ ہیں جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اسلام اور اسلامی مملکت کے مفاد میں ان کو ہموار کرنا اور مخالفت کے جوش کو ٹھنڈا کرنا پیش نظر ہو یہ کافر بھی ہو سکتے ہیں اور مسلمان بھی اور صاحب نصاب بھی۔

غلام آزاد کرنا:

یعنی جو غلام اپنے آقا سے معاہدہ کر چکا ہو کہ اگر میں تمہیں اتنی رقم ادا کروں تو تم مجھے آزاد کر دو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں مکاتب کو آزادی کی قیمت کی ادائیگی زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔

قرض دار:

ایسے لوگ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں اور اپنی ضرورت سے بچا کر قرض ادا نہ کر پارہے ہوں خواہ بے روزگار ہوں یا کمانے والے اور اس کے پاس اتنا نہ ہو کہ اگر اپنا قرض چکائیں تو ان کے پاس بقدر نصاب باقی رہے ان سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے ہوں جنہیں کوئی تاوان یا غیر معمولی جرمانہ دینا پڑا یا کاروبار فیل ہو گیا یا کوئی اور حادثہ پیش آگیا اور سارا اثاثہ تباہ ہو گیا۔

فی سبیل اللہ:

اس سے مراد راہ خدا میں جہاد ہے اور جہاد سے مراد وہ ساری کوششیں ہیں جو مجاہدین اسلام نظام کفر کو مٹا کر نظام اسلامی کو قائم کرنے کے لئے کی جاتی ہیں وہ قلم و زبان سے ہوں یا تلوار سے یا ہاتھ پاؤں کی محنت اور دوڑ دھوپ سے اس میں وہ تمام

Marfat.com

کوششیں شامل ہیں جو دین حق کو قائم کرنے اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے اسلامی مملکت کی حفاظت اور دفاع کے لئے کی جائیں اس جد جہد میں شریک لوگوں کے مصارف سفر، ان کی سواری آلات و اسلحہ اور سر و سامان کی فراہمی کے لئے زکوٰۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔

ابن السبیل (مسافر):

مسافر خواہ اپنے گھر میں خوش حال اور دولت مند ہو لیکن حالت سفر میں اگر وہ مالی مدد کا محتاج ہے تو زکوٰۃ کی مد سے اس کی مدد کی جاسکتی ہے زکوٰۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خود دار اور غیرت مند ہوتے ہیں انھیں تلاش کر کے زکوٰۃ و صدقات دیئے جائیں۔

اسلام نے زکوٰۃ کی بدولت سنہری معاشی نظام دیا ہے اس نظام کی بدولت افراد معاشرہ میں خوشحالی اور بہتر روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے معاشرہ کے ہر فرد کے پاس جاتی ہے معاشی نظام کی بہتری کی وجہ سے ملک کے لوگوں کو باہمی سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے اسلامی نظام پر عمل کرنے سے استحصالی قوتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور قومی فلاحی ریاست تشکیل پاتی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کے لئے آخرت کی نعمتوں کے حصول اور عذاب جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم زکوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ نفلی صدقات اور قرض حسنہ کے ذریعے بھی ضرورت مندوں کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں۔

Marfat.com

عیدالفطر:

عیدالفطر مسلمانوں کا اہم مذہبی تہوار ہے یہ عید ماہ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے جوں ہی عیدالفطر کا چاند نظر آتا ہے سب لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے عید کی تیاری کے لئے لوگ نئے کپڑے خریدتے ہیں لڑکیاں مہندی اور چوڑیاں شوق سے خریدتی ہیں ہر طرف چہل پہل اور رونق ہوتی ہے۔

عید کے دن مسلمان صاف اور نئے کپڑے پہنتے ہیں عید کی نماز سے پہلے غریبوں اور محتاجوں میں فطرانہ کی رقم تقسیم کرتے ہیں اور انھیں عید کی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں عید کی صبح لوگ عید کی نماز ادا کرنے کے لئے عید گاہوں یا مسجدوں میں جاتے ہیں اور عید کی نماز ادا کرتے ہیں عید کی نماز ادا کرنے کے بعد لوگ خوشی خوشی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور عید مبارک کہتے ہیں۔

گھروں میں میٹھے کھانے تیار کئے جاتے ہیں لوگ اسی خوشی کے موقع پر سویاں، کھیر اور شیر خرما مزے لے لے کر کھاتے ہیں عید کے دن لوگ اپنے ہمسائیوں ، رشتہ داروں اور دوستوں سے خوشی خوشی ملتے ہیں بچوں میں عیدی تقسیم کی جاتی ہے۔ عزیزوں اور پیاروں کو مٹھائیاں اور تحفے بھی دیئے جاتے ہیں۔

گویا عیدالفطر روزوں کی بخیر و خوبی تکمیل کی تقریب مسرت ہے اس مہینے کی ساری عظمتیں اور برکتیں اللہ تعالیٰ کی اس کتاب ہدایت یعنی قرآن پاک کے طفیل ہیں جو انسان کی نجات اور سلامتی کا واحد ذریعہ ہے گویا رمضان کا مہینہ اس عظیم کتاب کے نزول کی سالگرہ کی حیثیت رکھتا۔

اُمت مسلمہ رمضان المبارک کے سارے دنوں میں ایک سخت ریاضت

Marfat.com

اور آزمائش کامیابی کے ساتھ گزارنے کے بعد عید الفطر کے روز اپنی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کے حضور نذرانہ شکر پیش کرتی ہے۔

اس دن سب لوگ نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہن کر گھروں سے نکلتے ہیں بچے جوان اور بوڑھے سب عید گاہ کا رخ کرتے ہیں ہر طرف اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں لوگ جوق در جوق عید گاہ میں پہنچتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ترانے گاتے ہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب لوگ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اس سے مسلمانوں میں اخوت، محبت اور یگانگت بڑھتی ہے یوں عید ہمیں عالمگیر اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔

رمضان المبارک کی آخری رات بڑی فضیلت والی ہے لہذا اس رات کو شب بیداری کر کے اللہ کی عبادت میں مصروف رہنا چاہیئے اس کی فضیلت کے متعلق چند ایک احادیث بیان کروں گی۔ حضرت ابوامامہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عیدین کی راتوں میں شب بیداری کر کے قیام کرے اس کا دل نہیں مرے گا جس دن سب لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔[1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پانچ راتوں میں شب بیداری کر کے اللہ کی عبادت کرے اس پر جنت واجب ہے یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں نویں اور دسویں راتیں۔ عید الفطر کی رات اور شب برات۔

---

1 سنن ابن ماجہ:

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک کی آخری شب میں امت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں کہ کام کرنے والے کو اس وقت پوری مزدوری دی جاتی ہے جب کہ وہ کام پورا کر لیتا ہے۔[1]

اس رات کو زیادہ سے زیادہ استغفار اور نوافل پڑھنے چاہئیں تا کہ رمضان المبارک کے روزے اور عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہو جائے۔

[1] مسند امام احمد:

Marfat.com

باب نمبر 8:

معراج شریف کا مبارک سفر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کا ایک بہت بڑا واقعہ جسے معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو بہت بڑا معجزہ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس وگمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام ''اسراء'' بھی ہے اسراء کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا۔

معراج کب ہوئی:۔

معراج کی تاریخ دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو خانہ کعبہ میں پیش آیا معراج کا واقعہ ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل (27) ستائیسویں رجب اور پیر کی رات کو سرفراز فرمایا گیا علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔[1]

اس لئے تمام مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک معجزہ کا ذکر بطور خاص ماہ رجب ہی میں کیا کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیئے کیونکہ اُمتی ہونے کے ناطے

---

[1]۔(زرقانی جلد 1 ص 355 تا 358)(س م ص 535)

Marfat.com

ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کا تذکرہ ساری زندگی بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے رہیں۔

دیدار الٰہی:۔

کیا معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔[1]

چنانچہ حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا ہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلا شبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا یہ سن کر حضرت کعب نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے

1۔(س م ص 536)، (شفاء جلد 1 ص 120 تا 121)

Marfat.com

کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا کسی نے حضرت ابو ہریرہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ''جی ہاں'' اس طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔[1]

اس معاملہ میں روایت کے علاوہ ایک روایت ہے کہ جو خاص طور پر قابل قبول ہے اور وہ یہ کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شان وشوکت اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق ومحبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق ومحبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے لہذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتے رہے گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کو دیکھا۔

1۔(شفاء جلد 1 ص 119 تا 120) (س م ص 537)

Marfat.com

مختصر تذکرہ معراج:۔

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم ھانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ آقا کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے چھت کھل گئی اور فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا کر حطیم کعبہ میں لے آئے حطیم کعبہ شریف کا وہ حصہ ہے جو تعمیر ابراہیمی میں خانہ کعبہ میں شامل تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں لایا گیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیم خواب اور نیم بیداری کے عالم میں تھے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا کر زم زم کے پاس لے گئے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب انور کو نکال کر آب زم زم سے دھویا اور سینہ مبارک میں نور کا خزینہ بھر دیا اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل طور پر بیدار تھے پھر آپ حرم کعبہ سے باہر تشریف لے آئے۔

یہاں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی قیادت میں ستر ہزار فرشتوں کی جماعت دونوں طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلامی دینے کے لئے کھڑی تھی یہاں سواری کے لئے براق پیش کیا گیا یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا جبرائیل علیہ السلام نے رکاب تھامی میکائیل علیہ السلام نے باگ پکڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہو جائیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے اس خوشی میں شوخی کی۔

جبرائیل علیہ السلام نے تھپکی دیتے ہوئے کہا کہ اے خوش بخت خدا کی قسم تیری پیٹھ پر اس سے بہتر سوار کبھی نہیں بیٹھا یہ سن کر براق پسینے میں شرابور ہو گیا براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی

Marfat.com

تھی۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری حرم پاک سے مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئی جو فلسطین میں ہے راستہ میں ایک نخلستان آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپکا دار الہجرۃ ہے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں اترے اور دو نفل پڑھے یہ پہلی منزل مدینہ طیبہ تھی آگے چلے تو ایک مقام پر پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ طور سیناء ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کلیم الٰہی کا تاج سجایا گیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں بھی دو نفل ادا کئے اس کے بعد آگے بڑھے تیسری منزل بیت اللحم تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام پیدائش ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں سواری سے اتر کر دو نفل ادا کئے آگے چلے تو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی توجہ نہ دی جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آقا یہ یہودیت تھی جو آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی کچھ اور آگے بڑھے تو اسی طرح نصرانیت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا مگر اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی اور آگے بڑھ گئے کیا دیکھا کہ سامنے ایک خوبصورت لڑکی کھڑی تھی منزل نورانیت کے مسافر نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ دنیا تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی کچھ اور آگے بڑھے تو ایک بدصورت بڑھیا دکھائی دی جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ بھی دنیا ہے اور یہ اپنی اصل عمر میں سامنے ہے۔

اسی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اب دنیا کی کتنی عمر باقی ہے؟ آخر میں پھر ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بھی بے تعلق رہے بتایا گیا کہ یہ شیطان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا اب

Marfat.com

براق بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہو گیا اس سرزمین پر ہر طرف خدا کی برکات بکھری ہوئی تھیں یہ وہ سرزمین تھی جسے اکثر انبیاء کرام کی ولادت اور رہنے کا شرف حاصل تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم براق سے اترے اور براق کی لگام اسی حلقہ سے باندھی جہاں انبیائے علیہ السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔

مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام صف بستہ منتظر تھے نماز کے لئے صفیں سیدھی کی گئیں اور جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی اور تمام انبیائے کرام نے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا!

''لائق ستائش ہے وہ خدائے بزرگ و برتر جس نے مجھے رحمۃ العالمین کا تاج پہنا کر تمام جہاں والوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا مجھے وہ کتاب مبین عطا فرمائی جس میں واضح طور پر ہر چیز کا بیان موجود ہے اسی قدوس بندہ نواز نے میری امت کو خیر الامم بنایا اس ربِ ذوالجلال نے میرا شرح صدر فرمایا اور میرا بوجھ اتارا میرے ذکر کو بلند کیا اس نے مجھے فاتح و قائم بنایا''

یہ مختصر اور جامع خطبہ ختم ہوا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا:۔ ''اے گرہ انبیاء مرسلین! اے ملائکہ و مقربین! ان خصائص و کمالات کے باعث حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم سب سے افضل ہیں'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اب جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے دو پیالے پیش کئے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا یہ

Marfat.com

دیکھا کر جبرائیل نے کہا:۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اب تک یہ زمین کا سفر تھا جسے اسریٰ کہا جاتا ہے۔

اب آسمان کی طرف کا سفر شروع ہوتا ہے بلند کو عروج کہتے ہیں اس لئے اس سفر کو سفر معراج کہا جاتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آسمان پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانے کے لئے آواز دی دربان نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرائیل ہوں اس نے پوچھا ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا ہاں اس نے دروازہ کھول دیا فرشتوں نے مرحبا کہہ کر انبیائے کرام کے تاجدار کا استقبال کیا۔

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اے صالح بیٹے اے صالح نبی کہہ کر استقبال کیا ان کے دائیں بائیں بہت سے لوگ جمع تھے وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہونٹوں پر مسکراہٹ آجاتی اور بائیں طرف دیکھتے تو چہرہ اقدس پر اداسی آجاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ ان کے ہاں دائیں طرف نیک اولاد ہے اور بائیں طرف بدکار اولاد ہے یہاں اور بھی بہت سے مناظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ فصل کاٹ رہے تھے فصل کٹتی ہے اور اس سے زیادہ اُگ جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں جن کا اجر کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا رہتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فرشتے کچھ لوگوں کا سر کچل رہے ہیں یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو

Marfat.com

اپنی نماز میں غفلت کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ گھاس چر رہے تھے یہ زکوٰۃ وصدقات سے جی چرانے والے لوگ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ پھولے ہوئے پیٹوں والے لوگ دیکھے جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے وہ انہیں ڈس کر عذاب میں مبتلا رکھتے تھے یہ لوگ فرش پر پڑے ہوئے تھے اور لوگ انہیں روندتے ہوئے گزر رہے تھے یہ ان کا حال جو لوگ سود خور تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مرد اور کچھ عورتیں دیکھیں ان کے ایک طرف تازہ گوشت خوش ذائقہ پڑا ہوا تھا اور دوسری طرف جلا ہوا گندہ گوشت بدبودار پڑا ہوا تھا وہ تازہ گوشت کی طرف ہاتھ بڑھاتے مگر فرشتے بدبودار گوشت کھانے پر انہیں مجبور کرتے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ زانی مرد اور زنا کار عورتیں ہیں جو حلال بیویوں اور حلال شوہروں کے ہوتے ہوئے حرام کی طرف جاتے تھے۔

اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جو آہستہ آہستہ بڑا ہوتا گیا اس میں ایک موٹا تازہ بیل باہر آیا اور پھر واپس سوراخ میں جانے کی کوشش کرنے لگا اب سوراخ پھر پہلے والی صورت میں آگیا بتایا گیا آقا یہ وہ لوگ ہیں جو فتنہ پھیلانے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ناخن تانبے کے بنے ہوئے تھے اور وہ ان سے اپنا منہ اور سینہ نوچ رہے تھے یہ غیبت کرنے والے اور چغل خور تھے یتیموں کا مال ہضم کرنے والوں کا یہ حال تھا کہ ان کے ہونٹ اونٹ کی طرح تھے اور وہ لوگ آگ کے انگارے کھا رہے تھے اسی طرح کے

Marfat.com

مختلف مناظر آقا کو دکھائے گئے پہلے آسمان کی سیر ختم ہوئی۔

آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں نوجوان انبیاء حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقات ہوئی اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔

تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام اور چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں بوقت ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید! اے پیغمبر صالح کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا۔

یہاں سے آقا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے جو عالم خالق اور خدا کے درمیان حد فاصل ہے تمام مخلوق کا علم یہاں ختم ہوجاتا ہے اس سے آگے عالم غیب شروع ہوجاتا ہے اس مقام پر جنت الماویٰ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت میں وہ انعامات خداوندی دیکھائے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کبھی کسی نے نہیں دیکھے جنت کو دیکھنے کے بعد سدرہ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھنے لگے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا یہی میری انتہا ہے میری منزل یہی ہے اور میری پرواز کا آخری مقام یہی ہے۔ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ ایسا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام جو صرف فرشتہ ہی نہیں بلکہ تمام

Marfat.com

فرشتوں کا امام بھی ہے جو مقام سدرہ پر رہ گیا اور لامکاں کی بلندیوں پر حضرت محمد ﷺ کا سفر شروع ہونے والا ہے میرے آقا نور محمد ﷺ نے فرشتوں کی امامت کی اور نماز دو رکعت نفل پڑھائی۔

اب اس بابرکت اور عظیم سفر معراج کا تیسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے یہ سفر اس عالم میں تھا کہ ملائکہ تک ساتھ نہیں جاسکتے جو شروع سے ہمزاد سفر فرشتوں کا سردار تھا وہ بھی ساتھ چھوڑ گیا۔

اب آپ ﷺ کی خدمت میں ''رف رف'' کی سواری پیش کی گئی رف رف کی وضاحت تو بالکل ہی ممکن نہیں یہ سواری تو براق کی رفتار سے بھی کئی گنا اور بہت تیز سواری تھی جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا رف رف پر سدرۃ المنتہیٰ سے عرش بریں تک کا سفر طے کیا گیا لاتعداد پردے ایک ایک کر کے اٹھتے چلے گئے اور مسافر جو نورانی پیکر تھا اپنی منزل کے قریب تر قریب ہوتا گیا۔

جب صرف ایک پردہ باقی رہ گیا تو رف رف نے بھی ساتھ چھوڑ دیا یہاں گھوڑے کی طرح کی ایک سواری ملی آخری پردے سے گزری تو ساق عرش آگیا حجاب کبریا تک اس سواری کا ساتھ تھا اب مکین گنبد خضرء کا آخری سفر مقام قرب کی طرف تھا اس سواری کا ساتھ بھی نہیں رہا وہ بھی ساتھ چھوڑ گیا اب آگے وہی رسول اللہ ﷺ جارہے ہیں جس کے لئے اس دنیا کی بزم جگمائی گئی ہے۔

جوں جوں منزل قریب ہوتی چلی جارہی ہے دل کو سکون ملتا جارہا ہے تمام فاصلے جو بہت طویل تھے اب قلیل ہوتے جارہے ہیں اور دل کی دھڑکن تیز ہوتی جارہی ہے اور ساری مسافت اب سمٹ سمٹ جارہی ہے اب مقام قرب قریب ہوتا جا

Marfat.com

رہا ہے فاصلے ختم ہو رہے ہیں اور منزل سامنے نظر آ رہی ہے اور دل پر نور ہوتا جا رہا ہے دل اور روح دونوں نور کی وادی میں گم ہو رہے ہیں اور آنکھیں ایسی پر نور کہ ٹھنڈی اور پر روشن کہ جس کو بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

اب فاصلے ختم ہو گئے اور آقا دو عالم نور مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشاہدہ جمال میں یوں محو ہو گئے کہ یہاں صرف ترجمہ بیان کروں گی

"آنکھ نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محبوب! تیری معراج تو ہو گئی اپنی امت کے لئے "نماز" کا تحفہ میری بارگاہ سے لے جا ان کی بھی معراج ہو جائے گی الصلوٰۃ معراج المومنین (نماز مومنوں کی معراج ہے) بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کون جان سکتا ہے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔

یہ خوشخبری کہ آپ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔

اُمت پر پچاس وقت کی نماز

جب آپ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ان پچاس نمازوں کا وزن نہ اٹھ سکے گا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ میری امت ان پچاس نمازوں کو پورا نہیں کر سکے گی لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض کرتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ نے اپنے دوست

Marfat.com

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:۔ کہ میرا قول بدل نہیں سکتا اور میں تیری بات کو بھی ٹال نہیں سکتا اے محبوب! آپ کی امت کے لئے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس نمازوں کے برابر ہوں گی چنانچہ نمازیں تو پانچ ہونگی مگر آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر واپسی کا سفر شروع ہوا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے براق پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس سے مکہ مکرمہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا مقام طوبیٰ میں پہنچے تو جرائیل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے اس سفر معراج کی تصدیق کون کرے گا؟

''جس پر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابوبکر بن قحافہ''

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں پہنچے چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم ھانی کے گھر پہنچے تو ابھی تک بستر گرم تھا اور جس پانی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما کر گئے تھے وہ بھی چل رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے تمام واقعات کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو سارے قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کئے چونکہ بہت سے لوگوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے اس لئے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کے محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالات کئے۔

Marfat.com

اسی وقت اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرمادیا چنانچہ کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمارت کو دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

حضرت مولانا قاری محمد سعید القادری

فقہ النساء

المعروف

بہشتی باغ

خواتین کے لیے اسلامی نظام کے مطابق زندگی گزارنے کا نصاب
جو خواتین کامیاب ترین زندگی گزارنے کی خواہش رکھتی ہیں
وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔

اس کتاب میں پہلی مرتبہ فیصل آباد کے مطابق دائمی اوقات نماز کا کیلنڈر دیا گیا ہے
تاکہ خواتین اپنے گھر میں بروقت نماز ادا کرسکیں اور دل کا سکون حاصل کرسکیں۔

نہایت کم قیمت بہترین سرورق خوبصورت طباعت کے ساتھ دستیاب ہے

ناشر:

نالج ڈیپارٹمنٹ

790 کلیم شہید روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد

Marfat.com

باب نمبر:9

محفل میلاد شریف کے آداب

جگہ کا پاک صاف ہونا پیسہ حلال کمائی کا صرف کیا جائے یہ محفل میلاد شریف کے لئے بہت ضروری ہے خوشبو عطریات پھول وغیرہ جس قدر ممکن ہو بہتر ہے نمود وریا کا بالکل دخل نہ ہو، ممبر یا چوکی اونچی ہو اس پر کوئی پاک کپڑا ہو۔ آرائش زیب وزینت کا ظہار مسرت کے واسطے میسر ہو تو کھانے کا بھی انتظام کرے فاتحہ کے واسطے مسلمان حلوائی کے ہاں کی بنی ہوئی شرینی ہو اور روشنی کے لئے موم بتی ہو تو اچھا ہے کیونکہ مٹی کے تیل وغیرہ کی بدبو سے بھی مجلس مبارک کو پاک ہونا چاہیئے۔

سامعین و حاضرین پاک وصاف باوضو ہوں اور ادب سے بیٹھیں میلاد شریف کے پڑھنے والے متبع شریعت ہوں درود خوانی کی بار بار تاکید ہو میلاد شریف میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے۔

میلاد شریف کے فضائل:

ذکر صالحین کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے تمام صالحین اور مرسلین کے پیشوا حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر ہو اور اس پر یہ خوبی کہ درود شریف کی صدائیں بلند ہوں وہاں کے حاضرین پر کیوں نہ رحمت کا نزول ہو سامعین کو کیوں نہ نقد مدعا حاصل ہو اور منقول ہے کہ جس مکان میں یہ محفل مبارک ہوتی ہے اس پر سال بھر تک رحمت کی بارش برستی ہے اور اس مکان کے رہنے والے حفظ وامان

Marfat.com

میں رہتے ہیں اور بے انتہا خیر و برکت شامل حال رہتی ہے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں تو یہ حال ہے کہ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے یا عقیقہ یا ختنہ یا شادی یا نیا مکان بنے یا سفر سے کوئی واپس آئے یا بیماری سے صحت پائے ہر قسم کی تقریبوں میں محفل میلاد شریف ضرور ہوتی ہے۔

اللہ پاک ہم لوگوں کو بھی ایسی ہی توفیق دے کہ اپنے گھروں کو اور مجالس کو ذکر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منور اور مشرف کیا کریں اور تمام رسومات خرافات مثلاً ناچ رنگ یا باجہ وغیرہ سے بچتے رہیں۔ (آمین)

ایک بزرگ کا خواب:

ایک بزرگ نے خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ میلاد شریف کی محفل کیسی ہے کیونکہ لوگ اس میں کلام کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم سے محبت کرتا ہے ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

میں قربان ان پیارے الفاظ کے ثابت ہوا کہ یہ محبت کے سامان ہیں اور واقعی یہ بغیر کسی محبت کے کون اپنا جان و مال فدا کرتا ہے۔

ملک حجاز کے شہروں میں سے ایک مقام پر محفل میلاد شریف تھی اور ایک عالم باعمل فرما رہے تھے کہ ایک سائل نے آ کر سوال کیا کہ میں آل رسول غریب الوطن ہوں اللہ واسطے مجھے بھی کچھ ملے وہ صاحب جو بیان فرما رہے تھے۔

انھوں نے حاضرین سے کہا کہ جو سید سائل کو ایک روپیہ دے خدا اس کی ایک مراد پوری کرے اس وقت محفل مقدس میں ایک یہودی کا غلام بھی حاضر تھا۔ جلدی سے کھڑے ہو کر عالم صاحب سے کہنے لگا کہ میرے پاس تین روپے ہیں لیجیے

Marfat.com

اور سید صاحب کو دے کر میری تین مرادیں خدائے پاک سے پوری کر دیجیے۔

عالم صاحب نے اس سے تین روپے لے کر سید صاحب کو دیے اور اس غلام سے کہا کہ ہاں بھائی بیان کر کہ تمہاری کیا کیا مرادیں ہیں۔

غلام نے کہا اوّل مراد تو یہ ہے کہ میں ایک یہودی کا غلام ہوں وہ مجھ کو آزاد کر دے یہ سن کر عام صاحب نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی اور حاضرین سے کہا کہ بھائیوں سب دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ اس ذکر خیر کی برکت سے اس غلام کو آزاد کر دے سب نے دعا مانگی۔

پھر عالم صاحب نے پوچھا کہ بھائی تمہاری دوسری مراد کیا ہے اس نے کہا کہ میرا آقا کافر ہے اور میں مسلمان ہوں قیامت کے دن میں جنت کی طرف اور آقا دوزخ کی طرف روانہ ہوں گے اس کا ملال ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے اور دونوں جنت میں ساتھ ہی جائیں عالم صاحب نے اور سب حاضرین نے یہ دعا مانگی۔

پھر عالم صاحب نے فرمایا کہ اب بیان کر و تیسری مراد کیا ہے غلام نے کہا میری تیسری مراد یہ ہے کہ میرے اور آقا کے گناہ بخشے جائیں پھر عالم نے خود بھی دعا کی اور حاضرین سے بھی دُعا کرائی پھر میلاد شریف ختم ہوا۔

سب لوگ حصے لے کر اپنے اپنے گھر گئے وہ غلام بھی اپنے آقا کے پاس حاضر ہوا اس نے غلام سے دریافت کیا کہ تُو کہاں گیا تھا بڑی دیر میں آیا ہے غلام نے کہا جناب میں آج بڑی بھاری سوداگری میں تھا آج میں نے بڑے انمول سودے خریدے ہیں اس وجہ سے دیر ہو گئی۔

Marfat.com

یہودی کو غلام کی باتوں سے سخت حیرت ہوگئی کہ یہ ایک غریب آدمی تھا اس نے کہاں سے ایسی تجارت کی خیر بھائی ہمیں بھی تو بتاؤ کہ کیا کیا قیمتی مال خریدا ہے پھر اس غلام نے اس محفل میلاد شریف کا حال اور سید صاحب کا آنا اور عالم صاحب کا وہ فرمان بیان کیا اور کہا کہ میرے پاس اس وقت تین روپے تھے۔

وہ تینوں روپے تین مرادیں پوری ہونے کے لئے دیدیئے یہودی نے کہا اچھا بتاؤ وہ کیا مرادیں تم نے مانگیں غلام نے کہا اول مراد تو یہ ہے کہ تو میرا آقا ہے اور میں تیرا غلام ہوں تیری خدمت کرنی ضروری ہے اور خدا تعالیٰ میرا خالق اور مالک ہے اس کی عبادت بھی ضروری ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ اس آقائے حقیقی کا غلام ہو جاؤں اور تو مجھے آزاد کردے اور چونکہ وہ مقبول وقت میں دعا مانگی گئی تھی اس سے اثر کا تیر پہلے ہی نشانہ پر پہنچ چکا تھا یہودی نے کہا اے بھائی جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

اب دوسری مراد بتاؤ وہ کیا ہے؟ غلام نے سلام عرض کیا اور عرض کی کہ اے آقائے مہربان دوسری مراد میری یہ ہے کہ میں نے مدتوں تک حضور کا نمک کھایا اور میں مومن ہوں اور تو کافر ہے قیامت کے دن میں جنت کی طرف جاؤں اور تو دوزخ کی طرف روانہ ہوگا۔

اس لئے میں نے دوسرا روپیہ دیا کہ دعا کیجئے کہ میرا آقا بھی مسلمان ہو جائے اور میں اور میرا آقا دونوں جنت میں ساتھ ساتھ جائیں یہودی نے کہا کہ بھائی اگر یہ تیری مراد ہے تو میں بہت خوشی سے اسلام قبول کرتا اور پڑھتا ہوں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔

اب بیان کرو کہ تیسری مراد کیا ہے؟ غلام نے کہا میری مراد یہ ہے کہ میرے

Marfat.com

اور آپ کے گناہ اللہ تعالیٰ بخش دے یہ سن کر آقا بہت خوش ہوا۔

''پھر اسی رات کو آقا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے شاباش تجھ کو جو بات تیرے اختیار میں تھی یعنی غلام کو آزاد کرنا اور خود مسلمان ہونا وہ تو تو نے کیا اور تیسری مراد غلام کی یہ ہے کہ تیرے گناہ بخشے جائیں وہ میرے اختیار میں ہے لے تیسری مراد غلام کی یہ بھی پوری ہوئی''

''کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر کی برکت سے تجھ کو اور تیرے غلام کو اس عالم کو اور سید صاحب سائل کو اور تمام حاضرین کو بخشا اور جنت الفردوس عطا فرمائی''

یہودی جب خواب سے بیدار ہوا تو غلام کے ہمراہ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا خواب مجمع عالم میں بیان کیا اور ایمان میں مستحکم ہو گیا کسی نے کیا خوب بیان کیا ہے

جو کچھ مانگنا ہے تو مانگو اسی سے
بڑا دینے والا ہے داتا تمہارا

کلمہ کی شان:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں بڑی بڑی خوبیاں ہیں سچ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کو جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لگاؤ اور نسبت ہے وہ کون سمجھ سکتا ہے ہر شخص سمجھ کے مطابق کہتا ہے کہ یہ دو جملے ہیں۔

ایک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اوّل تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر اس کلمہ کا تمام کائنات میں ڈنکا بجوا دیا

دوسرا یہ کہ اسلام میں داخل ہونے کا سب سے پہلا سبق یہی ہے۔

تیسرا یوں تو اس کلمہ طیبہ کے فضائل میں بے انتہا کتابیں بھری پڑی ہیں جن کا ذکر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اب اس پر بحث یہ ہے کہ پہلے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کیوں ہے یہ اس لئے ہے کہ اس کے پڑھنے سے قلب صاف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات الٰہی یہ چاہتی ہے کہ پہلے اس سے اپنے دلوں کو صاف کر لو۔

چوتھا یہ ہے کہ اپنے دونا موں کے درمیان میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رکھا ہے یعنی اول جملہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں موجود ہے اور دوسرے جملہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہے اور درمیان میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں۔

(سبحان اللہ)

پانچویں یہ کہ اوّل جملے میں بارہ ہی حروف ہیں اور دوسرے میں بھی۔

چھٹے یہ کہ اپنے جملے کے تمام حروف بلا نقطہ کے رکھے ہیں تو محبوب کے جملے کے بھی تمام حروف بلا نقطہ رکھے ہیں۔

ساتویں یہ کہ کتنا ہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے جاؤ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کہو گے داخل اسلام نہ ہوں گے۔

آٹھویں کہ اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو ہی ناموں سے یہ کلمہ طیب بنا ہے یوں تو اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جیسے اسم ذات ہے اسی طرح محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسم ذات ہے

''کیا پیارا نام ہے جس کا ہر حرف ذوق شوق والوں کو مزا دیتا ہے''

(میں قربان ہو جاؤں اس نام پر)

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ!

تیرے نام پر سر کو قُربان کر کے

تیرے سر سے صدقے اُتارا کروں میں

تیرے سر سے صدقے اُتارا کروں میں

بیان حضرت کی خصلتوں کا:۔

عادتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی تھیں کہ ان کی تعریف میں اللہ پاک نے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ جب کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظیم فرمایا پھر انسان کیا بیان کر سکے گا مگر پانچ دس خصلتیں برکت کے واسطے بیان کی جاتی ہیں غرور اور تکبر اور بناوٹ سے پاک وصاف سادہ مزاج تھے بے تکلف باوقار رہنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی۔

ہر کسی سے پہلے سلام کرتے اور کھانا کھلاتے جس نے جو مانگا وہی دیا کسی کو خالی نہیں پھیرا جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ نذر کرتا تو آپ اس سے چوگنا دیتے چنانچہ ایک شخص نے ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کیا تو آپ نے اس کے گھر چند اونٹ بھیج دیئے۔

تمام عمر کسی کو گالی نہیں دی برا نہیں کہا اگر کسی سے کوئی قصور ہو جاتا اُسی دم معاف کر دیتے غلاموں اور نوکروں سے بہت محنت کا کام نہ لیتے اور جو مشکل کا کام

Marfat.com

ہوتا تو اُن کے ساتھ شریک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر آسان کر دیتے اور سواری میں اپنے ساتھ بٹھالیا کرتے اور کبھی اپنے ساتھ کھانا کھلاتے بے تکلفی سے گھر کا اور غریبوں کا کام کر دیا کرتے۔

بیماروں کے گھر جا کر مزاج پوچھتے تسلی فرما کر دعا کرتے اور اپنوں اور بیگانوں سب سے اچھا سلوک کرتے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے پڑوسیوں کے گھر کھانا بھیجا کرتے جو کوئی دشمنی کرتا آپ اس سے بھلائی کرتے کمال شرم سے نگاہ نیچے رکھتے غور سے نہ دیکھتے۔

مسکینوں کی بہت خاطر داری کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو کھانا بھیجا کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ بہت انس کرتے اور فرماتے کہ میں تمہارے جیسا مسکین ہوں۔

دنیا کی لذتوں کو ایسا چھوڑا کہ کبھی پیٹ بھر کے نہ کھایا بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے رات گزارتے ایک دن جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک فرماتا ہے اگر میرے حبیب کو دنیا میں عیش کرنا منظور ہو تو مکے کے پہاڑوں کو سونے کے بنا دوں جہاں آپ جایا کریں سونے کے پہاڑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا کریں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اے جبرائیل علیہ السلام دنیا اس کی ہے جس شخص کا گھر عاقبت میں نہ ہو اور دنیا کا مال اس کا ہے جس کا مال آخرت میں نہ ہو بے شک بے وقوف آدمی دنیا بے وفا کو اختیار کرتا ہے ہوشیار وہی ہے جو پائیدار چیز کو طلب کرلے پس وہ آخرت ہے۔

Marfat.com

پس ہر مسلمان غریب اور امیر کو لازم ہے کہ آخرت کو اختیار کرلے دنیا کسی کے ساتھ نہیں گئی چار دن کی زندگی کو گناہوں اور غفلت میں نہ گزارے کہ انجام برا ہوگا اس عمر عزیز کو عبادت اور نیک کاموں میں صرف کرکے تیاری آخرت کی کرے۔

جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور دنیا میں عادتیں اپنے پیغمبر صاحب کی سیکھے جو اللہ تعالیٰ کو اور سب بندوں کو پسند ہیں تکبر اور حسد سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور خوشی و غمی ہر معاملہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور سنت پر یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم اور رسم رواج پر عمل کرے اور رسم جاہلیت اور بدعت کو چھوڑ کر پکا مسلمان بنے تو جنت کی عیش نصیب ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف کا کیا بیان ہو سکے کہ جتنے پیغمبر گزرے سب کی خصلتیں آپ کی ذات مبارک میں مجموعہ موجود ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر 10

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا جنگ تبوک سے رہ جانا

تین صحابہ حضرت کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم بغیر کسی قوی غدر کے سستی کے باعث جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل کے ساتھ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں جنگ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا تبوک کے وقت تھا اس وقت میرے پاس خود دو ذاتی اونٹنیاں تھیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر دور کا تھا اور گرمی بھی شدید تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف اعلان فرمایا تھا کہ لوگ تیاری کر لیں چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا میں بھی سامان سفر کی تیاری کا ارادہ صبح ہی کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے۔

پختہ ارادہ کروں گا تیاری فوراً ہو جائے گی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔

مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر لشکر سے جاملوں گا۔ اس طرح کل آج پڑتا لتا رہا حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان تبوک

Marfat.com

کو روانہ ہو گئے۔

اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان تیار نہ ہو سکا اب جب میں مدینہ منورہ میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا معذور تھے۔ اُدھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب رضی اللہ عنہ نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی ہے؟

ایک صاحب نے عرض کیا۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو مال و جمال کے فخر نے روکا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم غلط ہو ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلے آدمی ہیں۔

مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہ فرمایا حتی کہ چند روز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم ہوا اور فکر پیدا ہوئی۔ دل میں جھوٹے جھوٹے غدر آتے تھے کہ اس وقت کس فرضی غدر سے جان بچالوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کرلوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لیجاتے اور دو رکعت نفل (تحیۃ المسجد) پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں چنانچہ حسب معمول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو مسجد میں میں بھی تشریف لے گیا۔

وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور منافق لوگ جھوٹے جھوٹے غدر کرتے

Marfat.com

اور قسمیں کھاتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ظاہری حال کو قبول فرماتے رہے۔

اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا۔ اور اعراض فرمایا میں نے عرض کیا یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپؐ نے اعراض کیوں فرمالیا۔ اللہ پاک کی قسم میں نہ تو منافق اور نہ ہی مجھے ایمان میں کچھ تردّد ہے ارشاد فرمایا۔ کہ یہاں آ۔ میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تجھے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر میں کسی دنیادار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصے سے کوئی نہ کوئی بات بنا کر خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ پاک نے عطا فرمایا۔

لیکن یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپؐ کے متعلق مجھے علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے جھوٹ نہیں چل سکتا۔ اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سچی بات عرض کروں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے ناراض ہو جائیں تو مجھے اُمید ہے کہ خدا پاک کی ذات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عتاب کو زائل کر دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ عزوجل! مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں ہوا تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اس نے سچ کہا پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ۔ تمھارا فیصلہ اللہ پاک خود ہی فرمائے گا۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھ سے کہا بخدا ہم نہیں جانتے کہ تُو نے اس پہلے کوئی گناہ کیا ہو اگر تو کوئی عذر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔

Marfat.com

میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو بھی ملا ہے جو تجھ کو ملا ایک ہلال بن اُمیہ دوسرے مرارہ بن رضی اللہ عنہ میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے اب اس ارشاد کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعمیل اس طرح کر کے دکھادی کہ کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کیا گویا دنیا ہی بدل گئی تھی حتی کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہمیں تنگ معلوم ہونے لگی۔ سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے درو دیوار بیگانے ہو گئے مجھے سب زیادہ فکر اس بات کی تھی۔ کہ اگر میں اس حال میں مر گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا نہ میری نماز جنازہ پڑھے گا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کون کر سکتا ہے۔

غرض ہم تینوں نے پچاس دن اس حال میں گزارے میرے دونوں رفقاء شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے میں سب میں قوی تھا چلتا پھرتا بازار میں جاتا نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب مبارک جواب کیلئے ہلے یا نہیں؟

Marfat.com

میں نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضرت مجھے دیکھتے بھی ہی ہیں یا نہیں جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سے رخ انور پھر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرما لیتے۔

غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کر دینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی دیوار پر چڑھا۔ وہ میرے رشتہ کے چچازاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا تو انہوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا۔

میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے بہت زیادہ محبت ہے انہوں نے اس کا جواب نہ دیا۔

میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے میں نے تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا اللہ پاک جانے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ میں اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا پتہ بتائیے لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا وہ نصرانی میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا۔

اس میں لکھا ہوا تھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ پر ظلم کر رکھا ہے تجھے اللہ عزوجل ذلت کی جگہ نہ رکھے اور وقت ضائع نہ کرے تم ہمارے

Marfat.com

پاس آجاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے"۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خط پڑھ کر "انا للہ" پڑھا کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے ہیں۔اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگی ہیں یہ ایک مصیبت اور آئی اور اس خط کو میں نے ایک تنور میں پھینک دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ! اب تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعراض کی وجہ سے کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔اس حالت میں ہم پر چالیس روز گزرے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد میرے پاس حضرت کا یہ ارشاد لے کر آیا کہ اپنی زوجہ کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اسکو طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کر لو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے میں چلی جا جب تک اللہ پاک اس امر کا فیصلہ نہ فرمائے وہیں رہنا۔

ہلال بن امیہ کی زوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔اور عرض کیا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیں تو میں کچھ کام کاج ان کا کر دیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا اس بات کی تجھے اجازت ہے مگر قربت نہ ہو انہوں نے عرض کیا۔ یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں ہے جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گزر رہا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں دس دن اور گزرے کہ ہم

Marfat.com

سے بات چیت میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے۔ پچاسویں دن صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی۔ اور زندگی بالکل دوبھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب رضی اللہ عنہ خوشخبری ہو تم کو میں اتنا ہی سن کر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہو گئی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی جو سب سے پہلے پہنچ گئی۔

اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار بھاگے ہوئے آئے۔ میں نے اپنے پہننے والے کپڑے اس بشارت دینے والے کی نذر کیئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لیکر لوگ گئے میں جب مسجد نبوی میں گیا تو لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ مبارکباد دینے کیلئے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر مبارک باد دی۔ اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرہ مبارک کھل رہا تھا۔ اور خوشی چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔

میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جتنی جائیداد ہے وہ سب اللہ پاک کے راستے میں صدقہ ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہو گی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے کچھ حصہ میرے

Marfat.com

پاس بھی رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی اس لیے میں نے عہد کیا کہ میں ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔[1]

ا۔(صحابہ کرام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص138,145)

Marfat.com

باب نمبر 11

جنت کی موجیں

جنت کے معنی ہیں کہ ڈھکنا، پردہ کرنا۔ چھپانا۔ اور اس کے بعد سایہ دار درختوں کو کہتے ہیں اور پھر سایہ دار درختوں کے باغ کو بھی جنت کہتے ہیں لیکن پھر اسلامی اصطلاح میں اس مقام کا ایک نام رکھ دیا گیا ہے جس میں اچھے عمل کرنے والے خدا پاک کے فرماں بردار بندے اور نیک بندے قیامت کے بعد اس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ٹھریں گے۔ لیکن جہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنت کو جنت کیوں کہتے ہیں؟

اس لیے کہ یہ مقام لوگوں کی نظروں سے اس دنیا میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اور وہ اپنی ان آنکھوں سے اس کو نہیں دیکھ سکتے اور نہ کوئی انسان اپنے ان کانوں سے اس کی پوری حقیقت سن سکتا ہے اور ہاں اللہ پاک نے وہاں کی راحتیں اور ہر قسم کی آسائشیں اور انعامات مخلوق کی نظروں سے چھپا رکھے ہیں۔

جنت کی لمبائی اور چوڑائی:

جنت کی لمبائی اور چوڑائی کے متعلق قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے مسلم شریف میں حدیث ہے کہ اس کی لمبائی یہ ہے کہ ادنی درجہ کے جنتی کو جنت میں جو رقبہ دیا جائے گا وہ تمام دنیا کے رقبہ سے دس گنا زیادہ ہوگا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ جنت میں ایک درخت اتنا پھیلا ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی سوار

Marfat.com

اس کے سائے میں سو سال تک چلے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو اور تمہاری کمان رکھنے کی جگہ مشرق و مغرب سے بہتر ہوگی۔[۱]

ایک خدا سے ڈرنے والے کو دو دو باغ اتنے بڑے بڑے ملیں گے جن کی لمبائی اور چوڑائی اتنی ہوگی کہ اگر اس کے پورے حصہ میں گھومنا چاہیں تو سو برس میں ختم ہو۔[۲]

ہر مومن کیلئے جنت میں ایک موتی کا بنا ہوا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی 60 میل کی ہوگی اور اس خیمہ کے ایک ایک کونہ میں اس کی بیویاں اس طرح قیام کریں گی کہ ایک دوسری کو نہ دیکھ سکے۔[۳]

جنت میں سو منزلیں ہیں اور ہر دو منزلوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان یعنی پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور فردوس سب سے اوپر کے درجے کا نام ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلتی ہیں اور جنت الفردوس کے اوپر عرش الٰہی ہے جب بھی تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس کو مانگو۔[۴]

جنت والے اپنے اُوپر والوں کو بلندی کے باعث اس طرح دیکھیں گے کہ جس طرح تم اس چمک دار ستارے کو دیکھتے وہ جو باقی رہا ہو آسمان کے مشرقی یا مغربی حصہ میں۔ صحابہؓ نے عرض کیا:۔ یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو پیغمبروں کی منزلیں ہیں پیغمبروں

۱۔ صحیح بخاری:

۲۔ (جواہر التفاسیر، صفحہ نمبر: 394)

۳۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

کے سوا وہاں پر اور کون پہنچ سکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ وہاں پر ضرور پہنچیں گے جو ایمان لائے اللہ پر اور تصدیق کی اس کے رسولوں کی۔ ۱

جنت میں سو درجے یعنی منزلیں ہیں اور ایک منزل اتنی بڑی ہے کہ اگر سارے جہاں کے لوگ اس میں جمع ہو جائیں۔ تو ان کے لیے وہی ایک درجہ کافی ہو جائے۔ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی جنت کہاں ہو گی؟

ساتویں آسمان کے اوپر عرش الٰہی کے نیچے اور عرش الٰہی جنت کی اس طرح چھت ہو گی جس طرح زمین و آسمان کی چھت بنا ہوا ہے اس وقت یہ آسمان ہو گا یا نہیں؟

نہیں بلکہ آسمان کھول دیا جائے گا اور اس میں سے ہی جنت میں جانے والے راستے پیدا کر دیے جائیں گے۔

جب یہ سورج بے نور کر دیا جائے گا اور اس میں کوئی روشنی نہ ہو گی تو جنت میں اندھیرا رہے گا یا کوئی روشنی بھی ہو گی؟ ہاں وہاں پر عرش الٰہی سے خاص قسم کا نور پہنچایا جائے گا اور جب رات کا وقت ہو گا تو پردے ڈال دیے جائیں گے جس سے جنتی لوگ سمجھ جائیں گے کہ اب آرام کا وقت ہو گیا ہے۔ اور صبح ہوتے ہی پردے ہٹا لیے جائیں گے جس سے جنتی لوگ یہ سمجھیں گے کہ اب صبح ہو گئی اور سیر و تفریح کیلئے

۱۔ (صحیح بخاری و مسلم)

Marfat.com

اپنی اپنی آرام گاہوں سے نکل آئیں گے۔[1]

جنت کیسی ہوگی اللہ پاک کا فرمان:۔

جس جنت کا متقیوں اور فرماں برداروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا بھی تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بھی بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیز اور مزدار معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہوگا اور جنتی لوگوں کے واسطے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔[2]

جو شخص قیامت کی پیشی کا خوف رکھ کر خدا کی اطاعت کرے گا اس کیلئے دو جنتیں ہوں گی ایک خدا کے خوف کا بدلہ۔ دوسرے گناہوں کے چھوڑنے کا بدلہ۔

ان دونوں میں میوہ دار درخت کثرت سے ہوں گے اور ہر درخت میں قسم قسم کے پھل ہوں گے اور ان باغات کی لمبائی اتنی ہوگی۔ جس میں درمیانہ رفتار سے اگر کوئی آدمی چلے تو سو سال میں اسکی لمبائی ختم ہو سکے اور ان میں اعلیٰ درجہ کے مکانات ہوں گے۔ ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے ایک کا نام تسنیم، دوسرے کا نام سلسبیل اور دونوں چشموں میں خصوصیت یہ ہوگی کہ جنت میں رہنے والا شخص جہاں چاہے اور اپنے مکان کے جس درجے میں چاہے اُسی جگہ بے تکلف پانی لے لے۔

ان دونوں باغوں میں ایک یہ خصوصیت ہوگی کہ ان میں دو قسم کے پھل ہوں گے ایک کی صورت دنیاوی پھلوں کی طرح دوسرے کی صورت نئی جو دیکھی نہ سُنی

---

[1]۔ (موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا ص237,239)

[2]۔ (سورۃ محمد 26)

Marfat.com

اور یہ لوگ جنت میں تکیے لگائے ہوئے ایسے بستروں پر آرام کریں گے جن کے استر ریشمی کپڑے کے ہوں گے۔ اوران کے ابرے نور کے ہوں گے۔ ان کے پھلوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ ان کی شاخیں جھکی ہوئی ہوں گی۔

اوران کے پھل جب جی چاہے گا فوراً خود بخود ٹوٹ کر منہ میں گر پڑیں گے اوران دونوں باغوں میں نیچی نظر والی شرمیلی دوشیزہ لڑکیاں ہوں گی جن کو انکے شوہروں کے علاوہ کسی نے بھی ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔ وہ عورتیں اس قدر خوب صورت ہوں گی۔ غرضیکہ یہ دونوں جنتیں سونے کی بنی ہوئی ہوں گی۔ اوران کا تمام سامان بھی سونے کا ہوگا۔[1]

آنکھوں میں نور اور دل میں فرحت وتازگی بڑھے گی اوران میں جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہوں گے اور کثرت سے پھل خصوصاً کھجوریں اور انار بھی ہوں گے اوران چاروں باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو خوب صُورت بھی ہوں گی اور نیک سیرت بھی ہوں گی۔ جو موتیوں کے تراشے ہوئے خیموں میں بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ جن کو ان کے شوہروں سے پہلے کسی نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا اوراس جنت کے رہنے والے سبز قالینوں اور قیمتی بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے اور یہ دونوں جنتیں اصحب الیمین کے حصے میں آئیں گے بہت سے چہرے اس دن تروتازہ اوراپنی کمائی کے باعث سُرخرو ہوں گے اونچی اونچی جنتوں میں نہایت سکون اور آرام سے ہوں گے اوراس جگہ رنج پہنچانے والی کوئی بات نہ سنیں گے۔ اوراس میں ایک چشمہ جاری ہوگا جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا

1۔ (بخاری ومسلم)

Marfat.com

ہو گا۔[1]

نبی کی زبانی جنت کی کہانی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میری سفارش قیامت کے روز فرمایئے گا ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ضرور تیری سفارش کروں گا۔ اس پر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے پل صراط پر دیکھنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہاں پر آپ نہ ملیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر میزان کے پاس دیکھنا۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ اگر آپ وہاں بھی نہ ملے؟ اس پر آپ نے فرمایا تو حوض کوثر کے پاس ڈھونڈ لینا میں ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ پر ضرور وہ تم کو ملوں گا۔[2]

موت کو موت آئے گی:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اور جہنمی جہنم میں ''تو موت کو دُونبہ کی شکل میں لایا جائے گا'' اور جنت اور دوزخ کے درمیان اس کو ذبح کر دیا جائے اور پھر ایک آواز دینے والا آواز لگائے گا۔

''اے جنت والو! اب موت نہیں اے دوزخ والو! اب کسی کو موت نہ آئے گی یہ منظر دیکھ کر جنتیوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے اور دوزخ والوں کے غموں میں

۱۔ (موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا) (124,245)

۲۔ جامع ترمذی:

Marfat.com

اضافہ ہو جائے گا“۔[1]

جنت کی عورت:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اللہ پاک کے راستے میں صبح کو یا شام کو نکلنا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنت والوں کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو اس کی خوبصورتی کے باعث مشرق و مغرب روشن ہو جائے اور مشرق سے مغرب تک تمام فضا خوشبو سے مہکا دے اور اس کی اوڑھنی سر پر اوڑھنے کا کپڑا دنیا سے بہتر ہے۔

ادنیٰ درجہ کا جنتی:۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ شخص ہوگا کہ اس کیلئے اسی ہزار خدمت گزار ہوں گے اور 72 بیویاں ہوں گی۔ اور اس کے واسطے ایک خیمہ لگایا جائے گا جو موتی اور یاقوت کا بنا ہوا ہوگا اور اس خیمہ کا طول و عرض یعنی لمبائی اور چوڑائی اتنی ہوگی جتنی جابیہ سے لے کر صنعا تک۔

جابیہ ایک شہر ہے شام میں اور صنعا یمن میں ایک مقام ہے گویا کہ ادنیٰ درجے کے جنتی کا خیمہ لمبائی اور چوڑائی میں اتنا ہوگا کہ جتنا شام اور صنعا یمن کے درمیان فاصلہ ہے۔[2]

---

[1]۔ بخاری و مسلم:

[2]۔ جامع ترمذی و مسلم:

Marfat.com

رب العالمین کے تین خطاب ادنیٰ جنتی سے:۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جنت میں ادنیٰ مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ پاک اس جنتی سے فرمائیں گے جو تیری مُراد ہو مانگ اب یہ شخص جس قدر بھی اس کی مرادیں ہوں گی وہ سب کچھ ہی مانگ لے گا۔ اس پر اللہ پاک دوبارہ فرمائیں گے جنتی تیری مرادیں تھیں تو نے مانگ لیں وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں سب کچھ مانگ چکا تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے کہ تیرے لیے تمام وہ چیزیں ہیں جس کی تُو نے تمنا کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اتنی ہی اور بھی ہماری طرف سے یعنی ایک تیرے مانگنے پر اور ایک ہم نے اپنی طرف سے شامل کر کے ان کو دوگنا کر دیا۔[1]

جنت کا بازار:۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار لگایا جائے گا اور جنتی لوگ ہر جمعہ کو اس بازار میں آیا کریں گے اور جس وقت یہ لوگ بازار میں آئیں گے۔ تو شمالی ہوا چل کر ان کے چہروں اور کپڑوں پر قسم قسم کی خوشبو چھڑک دے گی۔ اور اس ہوا کی خاص تاثیر یہ ہوگی کہ اس ہوا کے لگنے کے بعد جنتی لوگ پہلے سے زیادہ خوبصورت حسین وجمیل ہو جائیں گے۔ اور جب یہ لوگ یہاں سے فارغ ہو کر اپنے اپنے مکانوں میں واپس جائیں گے تو گھر والے تعجب کے ساتھ ان لوگوں سے کہیں گے کہ آپ تو یہاں سے جا کر بہت ہی خوبصورت ہو گئے ہو آخر اس کی کیا وجہ؟

یہ لوگ کہیں گے۔ خدا کی قسم ہماری غیر حاضری میں تمہارا حُسن وجمال بھی بے حد دل کش ہو گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ گھر والوں کی خوب صورتی کا سبب بھی غالباً

۱۔ مسلم شریف:

Marfat.com

وہی ہوا ہو گی جس نے مردوں کو خوب صورت بنا دیا تھا۔[1]

جنتی مرد اور عورتیں:۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں پہنچ کر جنت والے مرد عورت جنت میں کھائیں گے پئیں گے لیکن کھانے کے باوجود یہ لوگ نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے نہ ان کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تو کھانے کے فضلات بدن سے کس طرح خارج ہونگے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

اوّل: ڈکار آئے گی۔

دوسرے: ان کو مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا۔

اور فضلات ان دونوں کے ذریعے بدن سے خارج ہو جائیں گے اور ان لوگوں سے تسبیح وتحمید اس طرح سے بے اختیار جاری ہو گی جس طرح سانس بغیر کسی مشقت کے خود بخود نکلتا رہتا ہے۔[2]

جنت والوں سے چار باتیں:۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ جنت میں جنتی لوگ پہنچ جائیں گے تو ایک آواز دینے والا ان کو آواز دے گا۔

1 اے جنت والوں تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے۔

۱۔ مسلم شریف:

۲۔ صحیح مسلم شریف: ۳ صحیح مسلم شریف:

Marfat.com

2 اور تم زندہ رہوں گے اور تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔

3 تمہارے لیے فیصلہ ہے کہ تم ہمیشہ چین اور آرام میں رہو اور کبھی تکلیف اور مصیبت نہ دیکھو۔

4 اور تم لوگ ہمیشہ جوان رہوں گے کسی وقت بوڑھے نہ ہو گے۔ ۲

جنت کے پرندے:۔

اہل جنت کو کھانے کیلئے پرندوں کا گوشت بھی ملے گا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں لمبی لمبی گردنوں والے اونٹوں کے برابر پرندے ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے پھرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ تو بڑی ہی اچھی زندگی میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ان کے کھانے والے ان سے زیادہ بہترین زندگی میں ہوں گے۔ تین بار یوں ہی فرمایا۔

اہل جنت کے تاج:۔

حضرت ابو سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کے سروں پر تاج ہوں گے۔ جن میں سے ادنیٰ موتی کی چمک اس قدر ہو گی کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیان کے خلا کو روشن کر سکتا ہے۔ یعنی ان کے تاجوں میں سے اگر ادنیٰ موتی اس دنیا میں آجائے تو پورب سے پچھم تک پوری فضا کو روشن کر دیوے۔ ۱

۱۔ (موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہو گا ص (246,263)

Marfat.com

اختتام:

اگرچہ موضوع بڑا ہی نازک ہے اور میری کم علمی بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کرنے میں مانع تھی مگر پھر بھی عقیدت غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر اللہ کے فضل و کرم کے بھروسے اس کے محبوب پاک کی رحمت کے سہارے اور عترت پیغمبری کے لطف وکرم کے آسرے پر یہ جرات کر بیٹھی اور اللہ کا شکر ہے کہ میرے مرشد لاثانی کا صدقہ، نانی مرحومہ کے فیض اور ماں کی دعاوں کے نتیجے میں میں نے جس منزل کی طرف قدم بڑھایا تھا وہ ہاتھ آ گئی اور جس دریائے ناپید میں غوطہ زن ہوئی تھی اس کا کنارہ مل گیا اور میری وہ کشتی جو سمندر کی موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی ساحل پر آن پہنچی اور میں نے جس مقصد کیلئے قلم اٹھایا وہ پورا ہو گیا اور کتاب مکمل ہو گئی۔

آخر میں میں قارئین کرام کی خدمت میں دردمندانہ درخواست کرتی ہوں کہ اگر میری اس کتاب میں کوئی غلطی دیکھیں تو معاف فرمائیں۔

مصنفہ:

مہوش۔۔۔

Marfat.com

تقریظ عمران

سیرت طیبہ پر اپنی اپنی بساط کے مطابق ہزاروں افراد نے بہت کچھ لکھا ہے کسی کا دعویٰ یہ نہیں کہ اس سے آگے کچھ تحریر نہیں ہوسکتا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ ہر مصنف اپنے اپنے فن کا کامل مظاہرہ کرنے کے بعد یہی کہے گا کہ

تیرے اوصاف کا اِک باب بھی پورا نہ ہوا

اس کتاب کی مصنفہ نے بھی یہ مختصر کوشش کی ہے۔ چند اردو کتب سے ماخوذ یہ کتاب انتہائی آسان الفاظ میں تحریر کی گئی ہے۔

میری یہ دعا ہے کہ رب کریم مصنفہ کو علم دین کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور علم وتحقیق سے وابستگی میں اضافہ فرمائے۔

عمران سلیم

Marfat.com

سے لی کہ جس مقام میں اب مزارِ اقدس حضور ﷺ ہے اور مٹی نہایت روشن و چمکیلی تھی اس میں نورِ محمدی ﷺ کو ملایا اور عطریات اور تسنیم جنت کے پانی میں اس کا خمیر کیا اور بڑے موتی کی گل بنا کر بہشت کی نہروں میں غوطہ دیا اور پھر زمین و آسمان اور دریاؤں اور پہاڑوں پر پکارا گیا تا کہ پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ کو سب پہچان لیں پھر حوالی عرش و کرسی کے ملائکہ نے اس کو پہچانا اور اس کا طواف کیا اور تمام فرشتگان زمین و آسمان نے بھی پہچانا۔ پھر معبودِ حقیقی نے اس کو ریاضت کے واسطے مامور فرمایا تو وہ نورِ محمد ﷺ کبھی قیام کبھی رکوع، کبھی سجود، کبھی قعود میں اللہ جل شانہ وعم نوالہ کی تسبیح کرتا رہا اور یہاں تک ریاضت میں مشغول رہا کہ عرق عرق ہو گیا اور اس سے قطرے قطرے ٹپکنے لگے اللہ پاک نے اول قطروں کے ایک ایک قطرے سے ایک ایک نبی آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پیدا کئے۔ اب فرشتوں نے پکارا کہ اے زمین والوں خوش ہو کہ یہ مادہ نورانی محبوب ربّ العالمین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین مشہور فی الاوّلین و مذکور فی الآخرین ہیں اور پہاڑوں اور زمین و آسمان میں یہ صدا بلند ہوئی کہ جو کوئی اس امانت کے لینے کی لیاقت رکھتا ہو وہ بارگاہ رب العالمین میں درخواست دے جب اس امانت با کرامت کے لینے کی کسی نے اپنے میں لیاقت نہ پائی تو سب خاموش ہو گئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس طرح عرض کیا۔

بولے آدم یہ امانت تو مجھے مل جائے
ہے بڑی چیز یہ دولت تو مجھے مل جائے
بے بہا ہے جو اسے کوئی نہیں لے سکتا
اس کی کچھ بھی نہیں قیمت تو مجھے مل جائے

Marfat.com

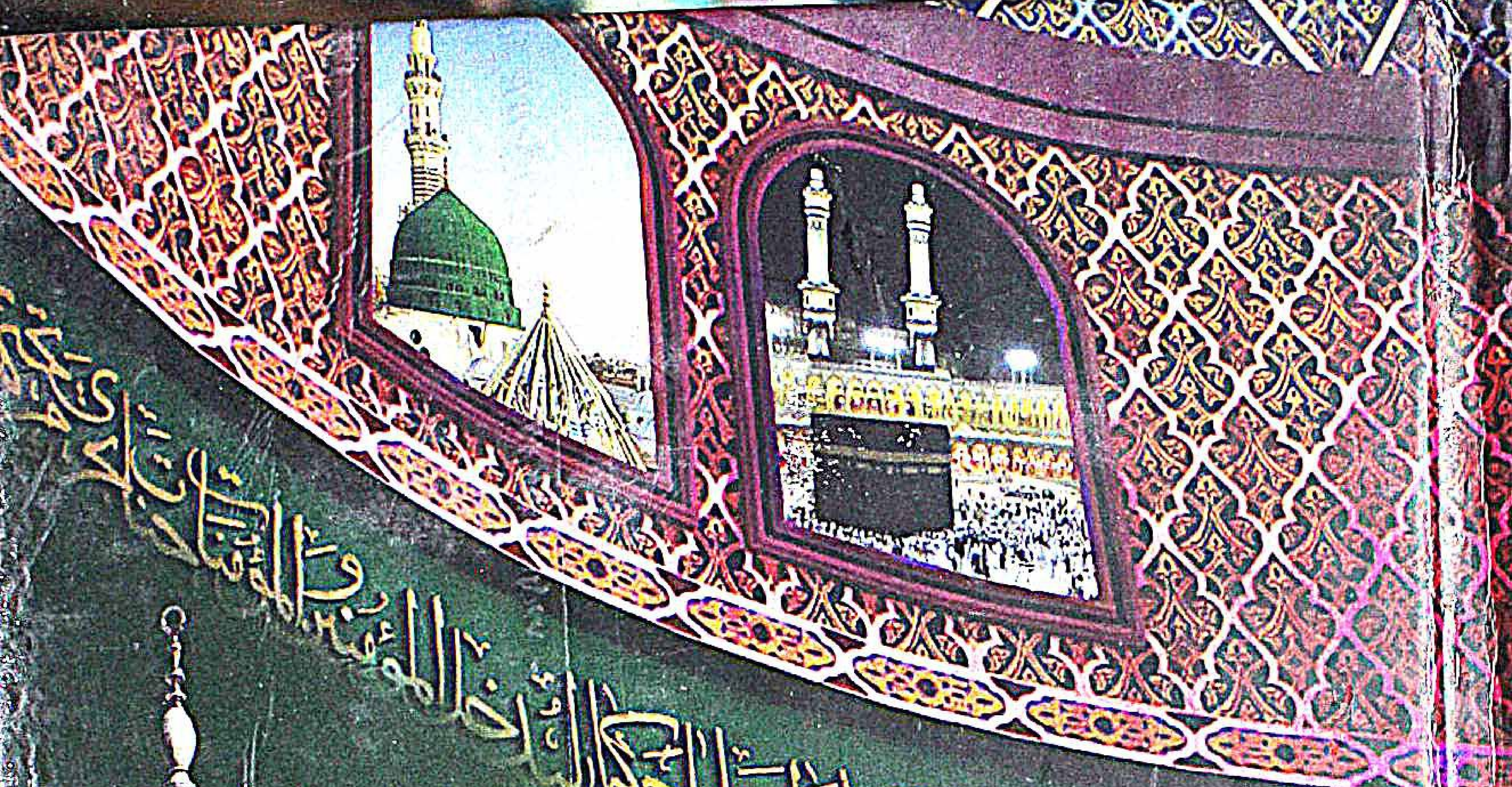

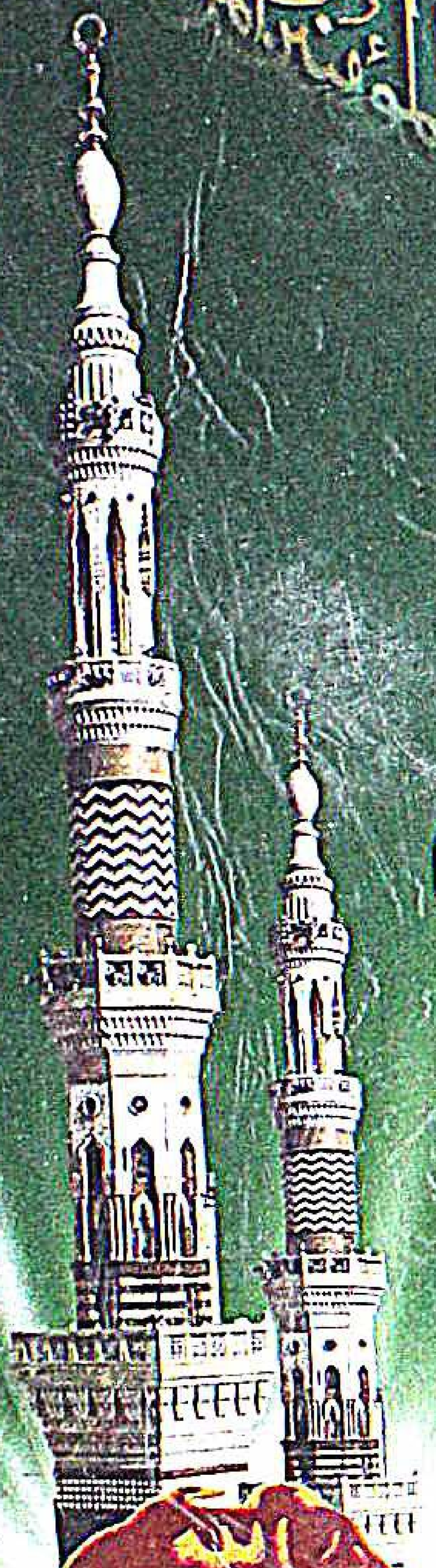

مختصر سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیدائش جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

مہوش شریف

ناشر:

نالج ڈیپارٹمنٹ

790 کلیم شہید روڈ غلام محمد آباد نمبر 1 فیصل آباد

0300-0321-7211978

Marfat.com